معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عظمت و شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موضوع پر نا قابل تردید دلائل سے مزین نا قابل فراموش بیان، جسے ایک بار پڑھنے کے بعد آپ مدتوں بھلا نہ سکیں گے۔ معترضین کی طرف سے نورانیت و بشریت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو اکثر و بیشتر اعتراضات وارد کئے جاتے ہیں، ان کا قرآن و حدیث کی روشنی میں علمی محاسبہ اور مسلک حق اہلسنّت و جماعت کی حقانیت و صداقت کا روشن بیان

عَظمتُ و شانِ مُصطفےٰ ﷺ

دَر بیانِ معراجِ مُصطفےٰ ﷺ

ازافادات:

مفکر اسلام حضرت مولانا صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی شاہ صاحب

جگر گوشہ غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: محمد نعیم اللہ خاں قادری رضوی

بی ایس سی۔ بی ایڈ

ایم اے اُردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ملنے کا پتہ:

مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

نحمده و نستعينه و تستغفره و نومن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهد ه الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له و نشهد ان سيدنا و سندنا و نبينا و حبيبنا و كريمنا ورؤفنا و رحيمنا و مولانا و ملجانا و مأونا محمدا عبده ورسوله اما بعد:

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

والنجم اذ اهوى

(پارہ، سورہ النجم ، آیت)

صدق الله العظيم و صدق رسوله النبى الكريم

ونحن على ذلك لمن الشهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين

واجب التعظیم لائق صد تکریم' علماؤ مشائخ اہلسنّت اور محترم و معظم حاضرین محفل!

میں نے جو آیۂ کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی' علماء ومفسرین کی وضاحت کے مطابق یہ معراج سے متعلق ہے۔

جنابِ والا! معراج حضور سرورِ کائنات کی عظمت وفضیلت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔ اس پر کسی کو شبہ نہیں ہوسکتا۔ میرا سوال یہ ہے کہ سرکار کیلئے معراج میں جو فضیلت ہے وہ کس حوالے سے ہے؟ کیا آسمان پر جانا فضیلت ہے؟ اگر یہ فضیلت ہے تو یہ سرکار سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہے۔ وہاں پر انبیاء کرام سے ملاقات ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب والا! آسمانوں پر جانا فضیلت کیا ہوگی؟

اور میں ان تمام موضوعات کو مختصر سی بات میں سمیٹ دوں۔ رب کائنات نے ارشادفرمایا:

حدیث قدسی ہے:

لو لاك لما خلقت الدنيا

لو لاك لما خلقت الافلاك

لو لاك لما اظهرت الربوبيت

اے محبوب (علیہ السلام) اگر تو نہ ہوتا تو یہ ارض وسما نہ ہوتے' یہ دشت وجبل نہ ہوتے' یہ کوہ ودمن نہ ہوتے' یہ برگ وشجر نہ ہوتے' یہ قطرہ و دریا نہ ہوتے' یہ ذرّہ وصحرا نہ ہوتے' مناظر کائنات نہ ہوتے' یہ مظاہر فطرت نہ ہوتے۔

اے محبوب! یہ تمام کائنات اس لئے ہے کہ تو ہے۔ اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے

رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا کیونکہ اے محبوب! جو مزہ تیرا رب ہونے میں ہے وہ کسی اور کا رب ہونے میں کہاں ہے۔ یہ تمام کائنات سرکار کے صدقے میں بنی ہے جس کائنات کا وجود سرکار کے صدقے میں ہے' اس کائنات سے سرکار کو عظمت کیسے مل سکتی ہے؟

بھائی سیدھی سی بات ہے' اس میں کوئی پیچیدہ فلسفہ نہیں ہے' اس میں کوئی عقل میں نہ آنے والی بات نہیں ہے' معراج سرکار کی عظمت کا نشان ہے' یہ ہم مانتے ہیں لیکن معراج میں سرکار کی عظمت کا اصل پہلو کیا ہے؟

یہ تمام کائنات تو سرکار کے صدقے میں بنی ہے' جن کو وجود سرکار کے طفیل ملا ہے' وہ تو سب سرکار کی بارگاہ میں اپنے وجود کیلئے جھولی پھیلائے کھڑے ہیں' حضور علیہ السلام تو تمام کائنات کو عظمت بانٹنے والے ہیں' کسی سے عظمت لینے والے نہیں ہیں' ٹھیک ہے نا۔ اگر یہ بات اسی طرح ہے تو ماننا پڑے گا کہ معراج میں جو سرکار کی عظمت ہے وہ اس کائنات کے اندر نہیں ہے بلکہ اس سے ماوراء ہے۔ سرکار کیلئے عظمت کا جو اصل پہلو ہے وہ دیدارِ الٰہی ہے۔ وہ اللہ کے جمال کو دیکھنا ہے۔

ویسے تو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اے میرے محبوب! ہم نے آپ کو معراج اس لئے کرایا ہے کہ آپ کو اپنی نشانیاں دکھلاؤں۔

اللہ کی نشانیاں کیا ہیں؟

اللہ نے کیا دکھایا ہے؟

سرکار براق پر تشریف فرما ہوئے' ابھی جارہے ہیں' راستے میں دیکھتے ہیں کہ سرخ ٹیلے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر انور میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ اللہ نے اپنی پہلی نشانی دکھائی ہے۔

یہ اللہ کی نشانی کیسے ہے؟

ویسے تو لمبی چوڑی دلیلوں کی ضرورت نہیں۔

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔(پارہ۲،سورہ البقرہ،آیت ۵۸)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں میں سے ہیں۔

ارے جہاں نبی کی ماں، یا نبی کی بیوی کے قدموں کے نشان لگ جائیں وہ پہاڑیاں اللہ کی نشانیاں بن جائیں تو جس قبر میں بہ نفس نفیس اللہ کا نبی موجود ہو وہ اللہ کی نشانی کیوں نہیں ہوگی؟

لیکن یہاں ہر نشانی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ

ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارا جو شخص، جو دوست دُنیا سے رخصت ہوتا ہے، بچھڑتا ہے، وہ قبر میں جاتا ہے، اس کے اجزاء منتشر ہو جاتے ہیں، نام و نشان مٹ جاتا ہے، مٹی میں مل جاتا ہے، ختم ہو جاتا ہے، فنا کے گھاٹ اُتر جاتا ہے، ہم تو یہ دیکھتے ہیں لیکن اللہ نشانی دکھا رہا ہے کہ میرے جو نبی ہوتے ہیں وہ اپنی قبر کے اندر بھی میری عبادت و ریاضت میں مشغول ہوتے ہیں، ایک بات سوچنے کی اور بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، کھڑے ہیں، کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، حدیث کی صحیح وضاحت ہے، کوئی ڈنڈی تو نہیں ماری؟ لیکن جب سرکار مسجد حرام میں پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف فرما ہیں یا کہ نہیں ہیں؟

تشریف فرما ہیں۔

سرکار نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ بھائی کلیم اللہ آپ تو یہاں آ گئے، اُدھر آپ نے نماز شروع کی ہوئی تھی، وہ درمیان میں چھوڑ آئے۔

بھائی آپ کو براق کی رفتار کا اندازہ تو ہے' اس نے سفر کرنے میں کچھ وقت لگایا ہوگا ؟ اس نے کیا وقت لگانا تھا' وہ تو ساری معراج پلک جھپکنے میں ہوگئی ہے' تو معراج میں مسجد اقصیٰ تک پہنچنے میں کیا وقت لگانا تھا؟ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام تو ابھی حالت قیام میں تھے پھر رکوع وسجود سے گزرنا تھا' پھر قعدہ میں بیٹھنا تھا' سلام پھیرنا تھا' پھر کہیں جا کے مسجد اقصیٰ پہنچتے' لیکن سرکار وہاں پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام وہاں موجود ہیں۔

اگر میں یہ کہہ دوں کہ یہ اتنی ناروا بات تو نہیں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ سرکار براق پر تشریف فرما ہیں اور مسجد اقصیٰ میں انبیاء کی امامت کیلئے جا رہے ہیں تو انہوں نے گویا خود سے یہ فرمایا کہ یہ جو نماز میں پڑھ رہا ہوں اس سے افضل نماز وہ ہے جو اللہ کے محبوب کی قیادت میں مجھے ادا کرنی ہے۔

حضرات محترم! اب یہ معراج پر میں نے اس انداز سے کلام شروع کیا تو پھر وہ تمام Planning (منصوبہ بندی) دھری کی دھری رہ جائے گی۔ جو میں نے آیت پڑھی ہے اس پر چند باتیں اور پھر آپ سے اجازت طلب کروں۔

والنجم قسم ہے ستارے کی

اللہ تعالیٰ ستارے کی قسم کھا رہا ہے' کوئی عام ستارہ تو نہیں ہوگا ؟ ٹھیک ہے نا' ویسے تو ماشاءاللہ اب آسمان پر دیکھنے کی ضرورت نہیں' زمین پر بھی ستارے ہوتے ہیں' بڑے سپر سٹارز (Super Stars) ہوتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس ستارے کی قسم کھا رہا ہے' وہ کوئی عام ستارا نہیں ہوگا' یقیناً وہ کوئی خاص ستارا ہوگا' یہ ستارا کون سا ہے؟ یہ ستارا وہ ستارا ہے' جس کو دیکھ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی عمر کا حساب رکھتے ہیں۔

اللہ نے اپنے محبوب کی قسم کھائی۔

قسم ہے ستارے کی'

اے محبوب! تو ستارا ہے' تیری قسم۔

لوگ سوچتے ہیں کہ یہ صوفیاء کرام' یہ اہلسنّت' عجیب وغریب باتیں کرتے ہیں' اب انہوں نے کہہ دیا کہ نجم سے مراد سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ مفسرین نے وضاحت فرمائی کہ یہاں پر نجم سے مراد سرکار کی ذات ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

اے محبوب! تیری قسم

لوگ کہتے ہیں کہ یہ سنی عجیب لوگ ہیں' یہ ہر بات کو کھینچ تان کر نبی علیہ السلام کی ذات تک پہنچا دیتے ہیں' یہ بھی کوئی تک ہے' اگر اللہ نے اپنے محبوب کی قسم کھانی تھی تو فرما دیتا:

اے محبوب! تیری قسم

یہ ستارے کا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی؟

اللہ نے محبوب کی قسم کھانی تھی فرما دیتا؛

اے محبوب! تیری قسم' تیرے حسن وجمال کی قسم' تیرے خدوخال کی قسم' تیرے نقش ونگار کی قسم' تیری قدوقامت کی قسم' تیرے سراپا کی قسم' تیری اداؤں کی قسم۔

اللہ نے اپنے محبوب کو ستارا کیوں کہا؟

ستارے میں اور سرکار میں قدرِ مشترک کیا ہے؟ مماثلت کیا ہے؟ کون سی چیز ملتی ہے؟

علماء نے وضاحت فرمائی' فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ پرانے زمانے میں جب قافلے چلتے تھے تو اس وقت سڑکیں نہیں ہوتی تھیں' سنگ میل نہیں لگے ہوتے تھے' ہر موڑ پر سائن بورڈ نہیں لگے ہوتے تھے' اور اس وقت دنیا کی آبادی بھی بہت تھوڑی سی تھی' جگہ جگہ پر بسوں کے اڈّے اور سگریٹ پان کے کھوکھے بھی نہیں ہوا کرتے تھے کہ لوگ راہ گیروں سے پوچھ لیں اور آنے جانے والوں سے اپنی منزل کا نشان پتہ کر لیں۔ اس وقت پرانے زمانے میں جب قافلے چلتے تھے تو دن کے وقت جب قافلہ سفر کرتا تھا تو سورج کی روشنی میں انہیں راستے کی نشانیاں بھی نظر آ جاتی تھیں' بھائی ایک پہاڑ آنا تھا' اب پہاڑ بھی نظر آ رہا ہے' پھر ایک ٹیلہ آنا تھا' ٹیلہ بھی آ گیا ہے' ایک بڑا سا درختوں کا جھنڈ آنا تھا' وہ بھی سامنے ہے' دن کے اندر راستے کی نشانیاں دکھائی دے رہی ہیں۔

دن کا وقت ہے' سورج سے پتہ چل رہا ہے' اندازہ ہو رہا ہے کہ مشرق کدھر ہے' مغرب کدھر ہے' اور دن کا وقت ہے' کوئی نہ کوئی راہگیر بھی مل سکتا ہے' جس سے منزل کا نشان پوچھا جا سکتا ہے لیکن اگر کسی قافلے نے رات کو سفر کرنا ہوتا تھا تو رات کے وقت تو اندھیرے کی چادر پھیلی ہوئی ہے۔

اس میں راستے کی نشانیاں نظر نہیں آ رہی۔

اس وقت سٹریٹ لائٹ (Street Light) کا انتظام نہیں ہوتا تھا۔

اس وقت بلدیہ سے یہ شکایت نہیں کی جاتی تھی کہ ہماری گلی میں تو اندھیرا ہے

اس وقت صورتحال اور تھی'

اس وقت رات میں روشنی نہیں ہوتی تھی'

ہر چیز اندھیرے کے اندر لپٹی ہوتی تھی'

رات کی نشانیاں نظر نہیں آ رہی'

اور لوگ بھی اپنے گھروں میں سو رہے ہوتے تھے۔

ٹی وی' کیبل وغیرہ کے سپیشل ڈرامے بھی نہیں ہوتے تھے کہ لوگ ان کو دیکھنے کیلئے جاگتے رہیں۔

لوگ جلدی سو جاتے تھے۔

رات کے وقت قافلوں نے سفر کرنا ہوتا تھا

نہ انہیں راستے کی نشانی نظر آتی تھی' نہ کوئی راہ گیر ملتا تھا'

نہ سورج ہے کہ مشرق و مغرب کا پتہ بتائے'

انہیں منزل کا پتہ کیسے چلتا تھا؟

راستے کا تعین کیسے کرتے تھے؟

جب منزل کا پتہ بتانے والا اور کوئی نہیں ہوتا تھا تو اس وقت وہ ستاروں سے اپنی منزل کا نشان پوچھتے تھے۔

آج کل بھی کچھ بڑے بوڑھے دیہاتوں کے اندر ہیں جو رات کو آسمان دیکھ کر' تارے دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ شمال کدھر ہے اور جنوب کدھر ہے۔

ایسا ہے یا نہیں ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے گویا یہ فرمایا کہ:

اے محبوب! دن کے وقت تو بہت سی چیزیں ہیں جو راستے کا' منزل کا پتہ دیتی ہیں لیکن رات کے وقت تو منزل کا پتہ صرف ستارے سے چلتا ہے' کوئی اور بتانے دکھانے والا نہیں ہوتا' تو اے محبوب! تم سے پہلے میں نے نبی بھی بھیجے ہیں' رسول بھی

بھیجے ہیں' ہادی بھی بھیجے ہیں' وہ سب بھیجے ہیں لیکن اے محبوب! اب جب تو آ گیا ہے' اب کسی اور نبی نے نہیں آنا' کسی اور رسول نے نہیں آنا' کسی اور ہادی نے نہیں آنا'

تو اے محبوب! اب راستے دکھانے والا اکیلا تو ہے نا' جب راستہ دکھانے والا اور کوئی نہ ہو تو ستاروں سے منزل کا پتہ چلتا ہے' تو اے محبوب! اب منزل کا تعین کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔ اب منزل کا پتہ تیری ذات سے چلے گا' اس لحاظ سے تو ستارا ہے' تیری قسم'

حضرات محترم! آدمی کی عقل بھی وہی کام کرتی تھی جو مکھی کرتی ہے

آپ کو پتہ ہے کہ مکھی کیا کام کرتی ہے۔

سارا جسم صاف ستھرا ہو' صحیح سلامت ہو اور کسی ایک جگہ چھوٹا سا زخم ہو' تو مکھی سارے جسم کو چھوڑ کر زخم پہ آ کے بیٹھتی ہے' اسی طرح ساری تقریر سمجھ میں آتی ہے۔

ساری کتاب' سارا مضمون' سیدھا سادھا ہو' سمجھ میں آتا ہو' اور کوئی ایک جگہ ہو جہاں اعتراض کی گنجائش ہو' عقل کہاں پہ آ کے بیٹھتی ہے؟

وہیں جہاں اعتراض ہے۔

زخم پہ آ کے بیٹھتی ہے نا۔

مکھی اور عقل میں یہ قدرے مشترک ہے' یہ **Resemblance** ہے' یہ مماثلت ہے۔

کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ اللہ نے اپنے محبوب کو ستارا اس وجہ سے کہا تھا' چلئے یہ معقول وجہ ہے کہ ہم مانتے ہیں' لیکن قرآن صرف ماضی کیلئے تو نہیں تھا' حال کیلئے تھا' مستقبل کیلئے بھی ہے'

بھائی ماضی میں قافلے ستاروں سے منزل کا پتہ پوچھتے تھے۔لیکن بتایئے آج کوئی شخص ہے جوستارے دیکھ کے پتہ چلاتا ہے کہ مجھے کہاں جانا ہے؟

آج تو سفر کرنے کیلئے سڑکیں بنی ہوئی ہیں' سنگ میل لگے ہوئے ہیں' سائن بورڈ بنے ہوئے ہیں' جگہ جگہ آبادی بھی ہے' راستہ بھی پوچھ سکتے ہیں' تو آج کل منزل کا پتہ ستاروں سے نہیں چلتا۔

قرآن ماضی کیلئے بھی تھا' حال کیلئے بھی ہے' مستقبل کیلئے بھی ہے' اگر اللہ نے چودہ سوسال پہلے ڈیڑھ ہزار سال پہلے' اپنے محبوب کو اس لئے ستارا کہا تھا کہ اے محبوب! اب راستہ بتانے والا کوئی اور نہیں ہے' صرف تو راستے کا پتہ بتائے گا' تو بات سمجھ میں آتی تھی لیکن آج کے زمانے میں تو قافلوں کو ستارے منزل کا پتہ نہیں دیتے' تو آج کل آپ کس حوالے سے کہتے ہیں کہ آج بھی ستارے سے مراد نبی علیہ السلام کی ذات مراد ہے۔

آج کیا Justification ہے؟ کیا ثبوت ہے؟ کیا دلیل ہے؟

اللہ اکبر! چلئے بھائی' اس حوالے سے دیکھ لیتے ہیں۔

ڈیرہ غازی خان شہر میں بیٹھے ہیں۔

الحمد للہ! پڑھے لکھے لوگ میرے Audiance' میرے سامعین میں شامل ہیں' آپ کے اندر بہت سے بچے ہوں گے جن کا سکول' کالج سے رشتہ ناطہ ہوگا' میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آسمان پر جتنے اجرام فلکی دکھائی دیتے ہیں' ان کی کتنی قسمیں ہیں؟

دو

یا سیارے ہیں یا ستارے ہیں

یا Planets ہیں یا Stars ہیں

ٹھیک ہے نا۔

اس کے علاوہ کوئی اور Classification تو نہیں ہے نا۔

یہی دو قسمیں ہیں'

یا ستارے ہیں یا سیارے ہیں

ستاروں اور سیاروں میں کیا فرق ہے؟

آپ ان کو کس طرح ممتاز کرتے ہیں؟

کس طرح پہچانتے ہیں؟

کون سا سیارا ہے اور کون سا ستارا ہے؟

پہلا فرق کیا ہے؟

پہلا فرق یہ ہے کہ ستارا اپنی جگہ پر ساکن اور قائم ہوتا ہے ۔ وہ اپنے System کا' اپنے نظام کا' مرکز و محور ہوتا ہے' اور جو سیارے ہیں وہ اس ستارے کے گرد گھومتے ہیں' چکر لگاتے ہیں' گردش کرتے ہیں۔

سورج جو ہے وہ ایک ستارا ہے۔

آپ کہیں گے کہ یہ عجیب فتویٰ سنا ہے آج مولوی صاحب سے۔

سورج ستارا ہے۔

حضور والا! سائنس کی زبان میں سورج ایک ستارا ہے۔

آپ اسے سورج کہیں' ستارا نہ مانیں لیکن چلئے مجھ سے نہ پوچھئے کسی کالج کے لیکچرار سے پوچھ لیجئے۔ بلکہ طالب علم سے پوچھ لیجئے کہ سورج ستارا ہے یا نہیں ہے؟

سورج بھی ایک ستارا ہے اور اس نظام شمسی کا' اس Solar System کا

مرکز ہے' محور ہے'

یہ زمین' یہ مریخ' یہ عطارد' یہ مشتری' یہ زُحل...... یہ تمام سیارے سورج کے گرد چکر لگاتے ہیں' گردش کرتے ہیں' جو ستارا ہے وہ اپنی جگہ **Stationery** ہوتا ہے' ساکن ہوتا ہے' قائم ہوتا ہے' اپنے نظام کا مرکز و محور ہوتا ہے' سیارے اس کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

اللہ نے فرمایا:

اے محبوب! یہ جو میں نے نظام کائنات بنایا ہے

اس کا محور و مرکز تو تیری ذات ہے نا۔

اس کا محور تو ہے' اس کا مرکز تو ہے۔

اور یہ تمام کائنات سیارے کی طرح تیرا طواف کرتی ہے'

تیرے گرد چکر لگاتی ہے' تیرے گرد گھومتی ہے' تیرے گرد رقص کناں ہے'

اے محبوب! چونکہ اس کائنات کا مرکز و محور تو ہے اور اپنی جگہ پر ساکت و قائم ہے' تو اس لئے ستارا ہے' تیری قسم۔

اچھے بچے جب میٹرک میں پہنچتے ہیں اور انہوں نے سائنس رکھی ہوئی ہو تو انہیں حرکت کے قوانین پڑھائے جاتے ہیں۔

Laws of Motion پڑھائے جاتے ہیں۔

وہ یہ جانتے ہیں کہ حرکت دو قسم کی ہے۔

ایک خطِ مستقیم پر' **Straight line** پر ہے

اور ایک **Circular Motion** ہے' دائرے میں حرکت ہے'

دائرے کی حرکت کے قوانین مختلف ہیں'

میں نے اگر فزکس (Physics) پڑھانا شروع کی تو مشکل ہو جائے گی۔

اکیلا میں بیٹھا رہ جاؤں گا۔

لیکن میں نے تو صرف آپ کو بات سمجھانی ہے۔

جناب والا! اس مثال کے ذریعے سمجھئے کہ آپ کو سائیکل چلانا تو آتی ہے نا' جب آپ سیدھی سادھی سڑک پر چلا رہے ہیں تو آپ سیدھے سیدھے جا رہے ہیں' مڑے ہوئے' جھکے ہوئے نہیں ہوتے۔

لیکن اگر آپ سائیکل دائرے میں چلائیں تو اس وقت سیدھے ہوتے ہیں یا تھوڑے جھکے ہوئے ہوتے ہیں؟

جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔

یہ دائرے کی حرکت کا قانون ہے کہ جو چیز دائرے میں حرکت کرتی ہے۔اس کا جھکاؤ مرکز کی طرف ہوتا ہے' Centripetal force کے تحت' مرکز مائل قوت کی وجہ سے دائرے میں حرکت کرنے والی چیز کا جھکاؤ' دائرے کے مرکز کی طرف ہوتا ہے' ٹھیک ہے؟

اللہ اکبر! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے؛

اے محبوب! تو اس نظامِ کائنات کا مرکز ومحور ہے'

اسی لئے تو تمام کائنات تیرے قدموں میں جھکی ہوئی ہے۔

سیارے اور ستارے میں دو فرق ہیں۔

ایک فرق میں نے بتا دیا۔

دوسرا فرق کیا ہے؟

دوسرا فرق یہ ہے کہ ستارا روشنیوں کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ روشنی کا مخزن ہوتا ہے' روشنی کا منبع ہوتا ہے' وہ اُجالے بکھیرتا ہے' وہ روشنیاں بانٹتا ہے' اور جو سیارا ہے وہ خود روشن نہیں ہوتا' وہ ستارے سے روشنی حاصل کرتا ہے' اور پھر وہ **Reflect** کرتا ہے' منعکس کرتا ہے' سورج ایک ستارا ہے۔ اس لئے اس سے روشنی پھوٹتی ہے' اور چاند ایک سیارا ہے اس لئے سورج کی روشنی چاند پر پڑتی ہے اور چاندنی کی صورت میں ہم تک پہنچتی ہے۔

یہ حقیقت اسی طرح ہے۔

اللہ نے فرمایا:

اے محبوب! تو تو نورالانوار ہے نا۔

تو تو روشنیوں کا مخزن ہے۔

تو تو اُجالوں کا منبع ہے'

تمام کائنات میں روشنیاں بانٹنے والا تو تو ہے نا۔

اے محبوب! تیرے گرد یہ سیارے جو گھومتے ہیں' تو پھر وہ تجھ سے روشنیاں لیتے ہیں' وہ صحابہ ہوں' وہ اہل بیت ہوں' وہ علماء ہوں' وہ اَولیاء ہوں' وہ تجھ سے اُجالے لیتے ہیں' تجھ سے روشنیاں لیتے ہیں' تجھ سے نور لیتے ہیں' پھر آگے وہی نور وہ بانٹتے ہیں تو اے محبوب! تو ستارا ہے' تیری قسم۔

اچھا آپ ایک تجربہ اور کر کے دیکھیں۔

سنا ہے ماشاء اللہ لوڈ شیڈنگ **(Load Shedding)** کا زمانہ آنے والا

ہے' لوڈ شیڈنگ ہوا اور آپ نے کمرے کے اندر لالٹین روشن کی ہوئی ہو' اتنے میں آپ کی کمرے کی دیوار پر نظر پڑے اور آپ کو کسی بھوت کا' دیو کا' عجیب وغریب سایہ نظر آئے۔ اور آپ ڈر جائیں' پتہ نہیں یہ کیا چیز ہے؟ تھوڑی دیر میں پتہ چلتا ہے کہ لالٹین کی چمنی کے اوپر ایک کیڑا اچھل رہا تھا' تو وہ کیڑے کا سایہ اتنا بڑا ہو کے دیوار پہ پڑا۔ ایسا تجربہ کبھی کیا ہے؟

پتہ یہ چلا کہ جو چیز روشنی کے سرچشمے سے جتنی قریب ہوتی ہے اس کا سایہ اتنا بڑا ہوتا ہے۔

جو چیز روشنی سے جتنی قریب ہوگی اس کا سایہ اتنا بڑا ہوگا۔ آفتابِ نبوت کے گرد سب سے پہلا دائرہ جو ہے وہ کس کا ہے؟

وہ اہل بیت اطہار کا ہے' وہ صحابۂ کرام کا ہے۔

اس لئے تو صحابہ کا اور اہل بیت کا سایہ اتنا بڑا ہے کہ ساری اُمت پر پھیلا ہوا ہے۔

والنجم' قسم ہے ستارے کی۔

اے محبوب! تیری قسم'

اچھا' جنابِ والا! یہاں پر آ کے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بھئی چلئے' نجم سے مراد سرکار کی ذات ہے' مان لیا'

آپ نے وہ حدیث بھی پیش کر دی' حضرت جبرائیل علیہ السلام کی' تو ہم نے مان لیا کہ نجم سے مراد سرکار کی ذات ہے۔

لیکن **اذا ھوی**۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جب وہ غروب ہونے لگا

جب وہ مائل بہ غروب ہوا۔

اس کا کیا مطلب ہے؟

اللہ اپنے محبوب کی قسم کھا رہا ہے کہ

اے محبوب! جب تو غروب ہونے لگا۔

قسم کھانی تھی تو عروج کی کھانی تھی۔

قسم کھانی تھی تو طلوع کی کھانی تھی۔

غروب کی' زوال کی قسم کیوں کھائی جائے؟

علماء نے یہ بھی وضاحت فرمائی۔

فرمایا کہ یہاں اللہ فرماتا ہے کہ

اے محبوب! تیری قسم' جب تو معراج کے سفر سے واپس ہوا۔

مولیٰ! یہ عجیب ماجرا ہے۔

معراج کے سفر پہ جانے کی قسم نہیں کھائی اور آنے کی کھا رہا ہے۔

یہ کیا ماجرا ہے؟

بھائی وہاں رفعتوں پہ جانا' بلندیوں سے ہمکنار ہونا' آسمانوں پر پہنچنا' لوح و قلم کا مشاہدہ کرنا' جنت و دوزخ کا معائنہ کرنا' عرشِ الٰہی پر متمکن ہونا' سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جانا' لامکان کی سرحدوں میں داخل ہونا اور کمال یزداں کو بے نقاب' بے حجاب دیکھنا' یہ تو کمال تھا' لیکن مولیٰ! وہاں عظمتوں پہ جاتا تو کمال تھا' وہاں سے آنے میں کون سا کمال ہے؟

قسم تو کمال کی کھائی جاتی ہے۔

تو مولیٰ! تو فرماتا ہے:

اے محبوب! تیری قسم، جب تو معراج سے واپس ہوا، اللہ اکبر! اللہ تبارک و تعالیٰ نے گویا یہ فرمایا کہ

اے میرے محبوب! جب تو سفرِ معراج کا تذکرہ فرمائے گا۔

حضور والا! پرچہ اتنا ہونا چاہیئے کہ بندہ ایک نظر میں پڑھ لے۔

اب یہ باقاعدہ Examination Hall میں Question Paper ہو اور مہلت لے کے باقاعدہ پڑھا جائے، کئی بار محنت کی جائے تو ایسا بڑا مشکل ہو جاتا ہے چلیئے آپ اس عرصہ میں درود شریف پڑھیئے۔

حضرات محترم! ایک صاحب نے سوال لکھا ہے اور دراصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ غلط فہمی خود ان لوگوں کی پیدا کی ہوئی ہے، میں یہ پرچہ آپ کو پڑھ کے سنا دیتا ہوں تا کہ کہیں کوئی چیز رہ نہ جائے اور میرا خیال ہے کہ چلیئے اسی پر دو باتیں کر کے آپ سے اجازت چاہیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک زندگی میں سفر بھی کیا، تجارت بھی کی، شادیاں بھی کیں، جنگیں بھی لڑیں اور دیگر دُنیوی، دُنیاوی اُمور بھی انجام دیئے، یہ سب امور انسانیت کے خاصے ہیں۔ خصوصاً یہاں پر میں سفر طائف کا ذکر کروں کہ تبلیغ دین کیلیئے جب طائف پہنچے تو طائف والوں نے اسلام کا سچا پیغام سننے کی بجائے آپ پر پتھر پھینکوائے اور آپ کو لہولہان بھی کیا لیکن پھر بھی آپ نے ان کو بددُعا نہ دی، کیا یہ سب علامتیں انسانیت اور بشریت کے مقام اعلیٰ تک پہنچنے کا خاصہ نہیں ہیں؟ کیا یہ علامات فرشتوں میں بھی پائی جاتی ہیں؟ کیونکہ وہ بھی تو نورانی مخلوق ہیں۔

تعصب اور فرقہ بندی سے بالاتر ہوکر جواب دیں کیونکہ اللہ ہم سب کو دیکھ رہا ہے اور ایک دن خدا کے حضور پیش بھی ہونا ہے۔

علماء اہل بصیرت کے نزدیک نور اور نورانیت کا مطلب ہے روشنی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات روشنی کا مینار بن کر اس دنیا میں تشریف لائی تو آپ کی تشریف آوری سے کفر، شرک اور برائیوں کے اندھیرے دور ہو گئے۔

جناب والا! میں عرض کروں کہ یہ غلط فہمی انہی لوگوں نے پھیلائی ہے۔

سبحان اللہ! چلیئے پہلے اپنی پہلے موضوع کی بات پوری کرتے ہیں پھر آگے چلتے ہیں۔

جناب والا! سوال یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہاں جانے کی قسم نہیں کھائی، آنے کی قسم کھائی ہے، یہ ماجرا کیا ہے؟

بات دراصل یہ ہے کہ رب کریم نے یہی ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب! جب تو کافروں کے سامنے ذکر کرے گا کہ میں آسمانوں پر گیا تھا، میں نے یہ سفر کیا تھا، اور راتوں رات واپس آ گیا تھا، تو لوگ مذاق اُڑائیں گے، باتیں بنائیں گے، تو اے محبوب! یہ بتا دے۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۱)

جانے والا خود نہیں گیا، لے جانے والا لے گیا ہے،

اب کسی کو اعتراض ہے تو تیری ذات پر نہ کرے، مذاق تیرا نہ اُڑائے، حرف گیری تجھ پر نہ کرے، انگشت نمائی تجھ پر نہ کرے، اگر ہمت ہو تو مجھ پر اعتراض کرے۔ تیرا دعویٰ نہیں ہے کہ تو گیا ہے۔

دعویٰ میرا ہے' میں لے گیا ہوں۔

اور مجھ پر اعتراض ہو نہیں سکتا۔

وہ اس لئے کہ میں سبحان ہوں' میں ہر اعتراض سے پاک ہوں' تو اے محبوب! جب میں نے یہ وضاحت کر دی کہ تو خود نہیں گیا' تجھے تو میں لے گیا ہوں تو پھر جانے کی قسم کیسے کھاؤں!!

تو پھر اگر تیرے جانے کی قسم کھائی تو یہ تو قرآن میں Contradiction ہو جائے گی' یہ تو تضاد ہو جائے گا' یہ تو ایک دوسرے کے خلاف بات ہو جائے گی' اور اگر قرآن میں تضاد ہو تو پھر یہ کلام الٰہی نہ رہے۔ یہ تو بشر کا کلام بن جائے نا۔

اس لئے اے محبوب! تیرے جانے کی قسم نہ کھائی' لے جانے کی نسبت تو میں نے اپنی طرف کر لی ہے' تو نہیں گیا ہے' میں لے گیا ہوں' اس لئے میں نے تیرے آنے کی قسم کھائی ہے۔

لیکن سوال تو پھر بھی اپنی جگہ برقرار ہے کہ آنے میں کون سا کمال ہے؟ جس کی قسم کھائی گئی ہے؟

تو بس اس کی وضاحت سن لیجئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب! آسمانوں پر تو تجھے میں نے بلایا ہے' میں لے کے آیا ہوں' یہ کمال تو میرا ہے' جنت و دوزخ دکھائی ہے' ساری سیر کرائی ہے' اپنی نشانیاں دکھائی ہیں' یہ سب ٹھیک ہے' لیکن اے محبوب! اگر تیری جگہ میں نے کسی اور کو بلایا ہوتا' تیری جگہ کوئی اور آیا ہوتا' تو یہاں پر پہنچ کر مچل جاتا' ضد کرنے لگتا' کہتا مولیٰ! میں یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا۔ اب یہاں مجھے موت دے دے' فنا کے گھاٹ اُتار

دے، ختم کر دے۔ ان بلندیوں کو پا کر پستیوں کا سفر نہیں کروں گا۔

آدمی کی عادت ہے نا کہ کوئی عہدہ، کوئی منصب، کوئی مرتبہ، کوئی مقام مل جائے تو اس سے دستبردار ہونا اس کیلئے گوارا نہیں ہوتا، اگر یقین نہ آئے تو میاں نواز شریف سے پوچھ لیجئے۔

بھائی! ان سے کہا گیا کہ استعفیٰ دے دیجئے۔ لیکن انہوں نے Resign نہیں کیا، استعفیٰ نہیں دیا، جب آدمی کسی عہدہ اور منصب پہ پہنچتا ہے، کسی رفعت کے مقام پہ پہنچتا ہے تو اس سے دستبردار ہونا، اس کے لئے آسان نہیں ہوتا، اللہ نے فرمایا؛ اے محبوب! تیری جگہ کوئی اور ہوتا، وہ تو مچل جاتا، ضد کر جاتا، یہاں سے واپس جانے کا نام نہ لیتا،

اے محبوب! آسمانوں پر بلایا ہے، یہ کمال میرا ہے، جنت و دوزخ دکھائی ہے، یہ کمال میرا ہے، عرشِ الٰہی پر متمکن فرمایا ہے، یہ کمال میرا ہے، اپنا جمال دکھایا ہے، یہ کمال میرا ہے، لیکن یہاں پر آ کے تو واپس گیا ہے یہ حوصلہ تیرا ہے۔

اے محبوب! تیری قسم! جب تو سفر معراج سے واپس ہوا۔

حضرات محترم! اب یہ پرچی آ گئی ہے، جب مجھ سے تعصب سے بالاتر ہو کے سوال کیا ہے تو میں بھی درخواست کروں گا کہ خدا کیلئے تعصب سے بالاتر ہو کر جواب سنئے

سوال کرتے ہیں: بتاؤ، سرکار نور ہیں یا بشر ہیں؟

یہی سوال کرتے ہیں نا؟

جناب والا! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ انسان ہیں یا مرد ہیں؟

کیا جواب ہے آپ کا؟

دونوں ہیں۔

میں کہوں کہ نہیں جی' انسان ہیں تو مرد نہیں ہو سکتے' مرد ہیں تو انسان نہیں ہو سکتے۔آپ کہیں گے:

کاظمی صاحب! آپ عجیب آدمی ہیں' اتنی موٹی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی' میں انسان ہوں' اس کا مطلب یہ ہے کہ میں حیوان نہیں ہوں اور میں مرد ہوں' اس کا مطلب یہ ہے کہ میں عورت نہیں ہوں۔

ہم تو یہی کہتے ہیں کہ وہ انسان ہیں فرشتہ نہیں۔

ہم انسان ہیں' ہم بشر ہیں' اللہ کے فضل سے۔

اچھا! اب یہ بتاؤ ہماری آنکھوں میں نور ہے یا نہیں؟

نور ہے۔

بشریت اور نورانیت اکٹھے ہوئے یا نہیں ہوئے۔

اچھا ایمان بھی نور ہے یا نہیں ہے؟

ہمارے سینے ایمان کے نور سے جگمگاتے ہیں۔

بشریت اور نورانیت اکٹھی ہوئی یا نہیں۔

علماء سے پوچھئے' اپنے علماء سے پوچھئے۔

جو اعتراض کرنے والے ہیں ان سے پوچھئے۔

کہ ایمان نور ہے یا نہیں ہے۔

اور یہ بھی پوچھئے کہ عقل نور ہے یا نہیں؟

انہیں سے پوچھئے

ممکن ہے میری بات کا اعتبار نہ کریں۔

ان سے جا کر پوچھئے کہ عقل نور ہے یا نہیں ہے؟

وہ مانیں گے، تسلیم کریں گے، تسلیم کرنا پڑے گا کہ عقل نور ہے،

بتاؤ، ہمارے کاسۂ سر میں عقل ہے یا نہیں؟

بھائی، جن کی کھوپڑیوں میں عقل ہے وہ جواب دیں۔ (ہے)

ہمارے کاسۂ سر میں عقل ہے۔

ہمارے آنکھوں میں بصارت کا نور ہے۔

ٹھیک ہے نا،

پتہ یہ چلا کہ بشریت اور نورانیت اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

یہ سوال ہی غلط ہے کہ سرکار بشر ہیں یا نور ہیں۔

سرکار نور بھی ہیں، سرکار بشر بھی ہیں۔

رہی یہ بات، جو انہوں نے یہ کہا کہ جناب سفر کیا، تجارت کی، شادی کی،

بھائی یہ کس چیز کی دلیل ہے؟

بشریت کی ہے۔

اچھا، سرکار نے کھانا بھی کھایا، سرکار نے شادی بھی کی، سرکار کو جب زخم لگا لہولہان بھی ہوئے، یہ ذکر ہے نا خاص طور پر۔

بشر کو چوٹ لگے، تو اس کا خون تو نکلتا ہے۔

اگر خون نکلنا بشریت کی دلیل ہے تو مجھے یہ بتا دو اگر خون نہ نکلے تو یہ نورانیت کی دلیل ہوگی یا نہ ہوگی؟

سرکار کا شق صدر مبارک ہوا، صحیح احادیث سے ثابت ہے اور وہ بخاری جس کا

ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہو اور گلی کوچوں میں لئے پھرتے ہو۔

اور لوگوں کو ورغلانے کیلئے بخاری' بخاری کرتے پھرتے ہو' اس بخاری میں شق صدر مبارک کا واقعہ ہے یا نہیں؟ ہے۔

تو شق صدر مبارک ہوا' سرکار کا سینہ مبارک چاک کیا گیا' خون کا کوئی قطرہ نکلا؟ اگر خون نکلنا بشریت کی دلیل ہے تو خون نہ نکلنا کس چیز کی دلیل ہے' تم بتادو۔

ہم تو نور بھی مانتے ہیں اور بشر بھی مانتے ہیں۔

تم ایک دلیل مانتے ہو' دوسری کا انکار کیوں کرتے ہو'

ہم سرکار کو فرشتہ نہیں مانتے۔

یہ غلط فہمی ذہن سے نکال دو۔

فرشتوں کا جو سردار ہے' جبرائیل امین (علیہ السلام) ہم تو انہیں بھی سرکار کا خادم مانتے ہیں۔

حضور والا! اگر خون نکلنا' بشریت کی دلیل ہے' نا نکلنا نورانیت کی دلیل ہوگی'

اگر سرکار کا کھانا' یہ بشریت کی دلیل ہے۔

تو بتاؤ نہ کھانا نورانیت کی دلیل ہوگی یا نہ ہوگی؟

اب بخاری سے پوچھو' مسلم سے پوچھو' صحاح ستہ سے پوچھو' حدیث کی تمام معتبر کتابوں سے پوچھو' یہ حدیث مشہور ہے۔

تمام کتب احادیث میں موجود ہے۔

سرکار صوم وصال رکھتے تھے' ستر ستر دن تک مسلسل روزہ چل رہا ہے' درمیان میں افطاری نہیں ہے' سحری نہیں ہے' درمیان میں کوئی بریک (Break) نہیں ہے'

کوئی وقفہ نہیں ہے، ستر ستر دن تک مسلسل روزہ چل رہا ہے۔

صحابہ کرام نے دیکھا تو انہیں بھی شوق ہوا، ہم بھی نبی علیہ السلام کی سنت پر عمل پیرا ہوں۔انہوں نے بھی روزے رکھنے شروع کر دیئے۔

ایک دن سرکار نے دیکھا کہ کچھ صحابیوں کا عجیب حال ہے۔اُٹھا نہیں جاتا، بات نہیں کی جاتی، چلتے ہیں تو غش آجاتا ہے، چکرآجاتے ہیں، ناتوانی اور کمزوری کی انتہاء ہے۔

سرکار نے باقی ساتھیوں سے پوچھا: بھئی ان کو کیا ہوا؟

عرض کرتے ہیں:

سرکار! انہوں نے جب دیکھا کہ آپ صوم وصال رکھتے ہیں، مسلسل روزے رکھتے ہیں، بغیر سحری اور افطاری کے، تو سرکار انہوں نے چاہا کہ یہ بھی آپ کی سنت پر عمل پیرا ہوں، آج دوسرا، تیسرا دن ہے، یہ حال ہو گیا ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا:

انی لست کھیئتکم (صحیح بخاری جلد ا، ص ۲۴۷)

میں تو تم سے کسی جیسا بھی نہیں ہوں۔

یہ تو ایک Statement ہے نا۔

یہ تو سیدھا سادھا ایک بیان ہے،

میں تم میں سے کسی جیسا نہیں ہوں۔

اگر یہاں کوئی ایک شخص یہ کھڑا ہو کر کہے کہ میں **D.G.Khan** کا سب سے طاقتور آدمی ہوں۔تو ممکن ہے کہ لوگ چپ ہو جائیں۔

ٹھیک ہے، ڈینگیں مار رہا ہے تو مارنے دو، کیا فرق پڑتا ہے؟ لیکن اگر کوئی کھڑا

ہوکر چیلنج کرے کہ کوئی مجھ سے زیادہ طاقتور ہے تو آئے سامنے اور پھر بھی کوئی سامنے نہ آئے تو ماننا پڑے گا نا کہ سب سے زیادہ طاقتور ہے۔

اگر کوئی چیلنج کا جواب نہ دے' تو ماننا پڑے گا' سرکار نے صرف اتنا ہی فرمایا کہ تم میں سے کوئی میرے جیسا نہیں'

فرمایا:

ایکم مثلی ۔تم میں سے کون میرا جیسا ہے۔

چیلنج ہے یا نہیں ہے؟ چیلنج ہے۔

اور چیلنج کن کو ہے؟ صحابہ کرام کو ہے۔

اے جب صحابہ کرام کی بات آتی ہے تو تمہاری زبان نہیں تھکتی۔ان کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے' ان کی عظمتوں کا ذکر کرتے ہوئے' صحابی کی عظمت بہت ہے۔ یقیناً ہم مانتے ہیں' تسلیم کرتے ہیں' کوئی کروڑوں سال عبادت کرتا رہے' صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا' کیوں نہیں ہوسکتا؟

اباجی قبلہ نے جواب عطا فرمایا:

فرمایا کہ کوئی کروڑوں سال عبادت کرے' صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا' وہ اس لئے کہ اللہ نے کروڑوں سال کی عبادت کا وہ ثواب نہیں رکھا جو اپنے محبوب کو ایک نظر حالت ایمان میں دیکھنے کا رکھا ہے۔

ثواب دینے والا تو وہ ہے نا' تو اس نے جس چیز کا جتنا ثواب رکھا ہے' اتنا ماننا پڑے گا' صحابی کی عظمت ایسی ہے' سرکار نے فرمایا کہ اگر میرا صحابی مٹھی بھر جو خدا کی راہ میں خرچ کرے اور بعد میں آنے والا میرا کوئی اُمتی اُحد پہاڑ کے برابر

سونا خرچ کرے تو پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے والے کو وہ ثواب نہیں ملے گا جو میرے صحابی کو ملا ہے۔

صحابی کی عظمت ہے نا۔ کوئی شک وشبہ ہے؟ نہیں۔

جب صحابی کی اتنی عظمت ہے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی صحابی بن جائیں۔

دن رات نمازیں پڑھیں، صحابی بن جائیں گے؟

ساری ساری زندگی سجدے میں گزار دیں، صحابی بن جائیں گے؟

سارا سال روزہ رکھا کریں، صحابی بن جائیں گے؟

اگر ہم ہر سال حج کرنے اور ہر مہینے عمرہ کرنے چلے جائیں، صحابی بن جائیں گے؟

اپنا کاروبار، گھر بار، زمین جائیداد، سب کچھ خدا کی راہ میں لٹا دیں، صحابی بن جائیں گے؟

اپنے جوان بچوں کو خدا کی راہ میں میدان جہاد میں کٹوا دیں، صحابی بن جائیں گے؟ نہیں۔

کمال ہے کہ صحابی جہاد سے نہیں بنتا، روزے سے نہیں بنتا، نماز سے نہیں بنتا، حج سے نہیں بنتا، زکوٰۃ سے نہیں بنتا، صدقہ وخیرات سے نہیں بنتا، کسی چیز سے نہیں بنتا، ماجرا کیا ہے؟

پتہ یہ چلا کہ صحابی خدا کی عبادت سے نہیں بنتا، مصطفیٰ کی زیارت سے بنتا ہے

صحابی خدا کی زیارت سے نہیں بنتا، مصطفیٰ کی زیارت سے بنتا ہے۔

تو جس کے دیدار کے صدقے میں یہ عظمت ملتی ہے اس کی عظمت کا انکار کیوں کرتے ہو؟

ابھی یہ پرچی کا جواب دے رہا ہوں' بس نہیں ہوئی'

لوگ کہتے ہیں' سوال کرتے ہیں۔

آپ جو کہتے ہیں کہ ہم بشر مانتے ہیں پھر بشر مانتے کیوں نہیں؟

بھائی سوال تو اتنا ہی رہ گیا نا۔

بشر مانتے تو ہیں۔

تم سے سوال ہے تم نور کیوں نہیں مانتے؟

ہم تو بشر مانتے ہیں' تم نور کیوں نہیں مانتے!!

اچھا بشر کہتے کیوں نہیں؟

بڑی سادہ اور آسان سی بات ہے۔

آپ کا کوئی دوست آئے' فرض کریں' ملتان سے آئے' یہ پڑھا لکھا آدمی ہے' اس نے ایم اے کیا ہے' سمجھدار ہے' پڑھا لکھا ہے' باشعور ہے' وہ یہاں پہ آیا' آپ کسی دوست سے اس کا تعارف کروانے لگے'

کہنے لگے یہ صاحب ملتان سے آئے ہیں' بڑے اچھے' نفیس' عمدہ آدمی ہیں' واہ واہ سبحان اللہ' بڑے پڑھے لکھے ہیں' قابل ہیں' عالم ہیں' فاضل ہیں' انہوں نے میٹرک (زور دے کر) پاس کیا ہوا ہے۔

مجھے اتنا بتاؤ کہ اس ایم اے پاس نے میٹرک پاس کیا ہے یا نہ کیا؟

کیا ہے نا۔

کوئی انکار کر سکتا ہے؟

بھائی' میٹرک پاس تو کیا ہے۔

اب جس نے ایم اے پاس کیا ہے' اس کے بارے میں کہو کہ اس نے میٹرک پاس کیا ہوا ہے' وہ چڑے گا یا نہیں چڑے گا؟

یہ سچ ہے یا جھوٹ ہے؟

سچ تو ہے لیکن وہ چڑ جائے گا۔

اس لئے کہ وہ اب ایم اے پاس ہے بھائی۔

اس نے میٹرک کے بعد انٹر کیا ہے' انٹر کے بعد گریجویشن کی ہے' گریجویشن کے بعد اس نے ماسٹر ڈگری لی ہے' ایم اے کیا ہے۔ جس نے ایم اے کر لیا ہے' اس کو تم کہتے ہو یہ میٹرک پاس ہے۔

یہ تو بدتمیزی ہے' یہ تو گستاخی ہے' یہ تو بے ہودگی ہے' یہ تو مذاق ہے' یہ تو اس کو غصہ دلانا ہے' بلکہ چڑانا ہے' ٹھیک ہے نا۔

سرکار بشر ہیں میں مانتا ہوں۔

کوئی مسلمان ہے جو انکار کر سکے۔

لیکن بشر ہیں یا نہیں ہیں؟

یہ بتاؤ کہ کافر بھی بشر ہیں کہ نہیں ہیں؟ یا ان کو کچھ اور مانتے ہو؟

کافر بھی بشر ہیں' جب سب بشر ہیں تو بشر میں سے جس نے کلمہ پڑھ لیا' ایمان لے آیا' اس کا ایک درجہ بلند ہو گیا یا نہیں ہو گیا؟

ایک لیول (**Level**) ایک درجہ اس کا اونچا ہو گیا' ٹھیک۔

اچھا ایمان لانے والے' کلمہ پڑھنے والے تو بے شمار ہیں۔ کتنے ہیں جو گنہگار ہیں' فاسق ہیں' فاجر ہیں' بدکار ہیں' کلمہ پڑھنے والوں میں جو نیکوکار ہیں' ان کا درجہ ایک

اور بلند ہو گیا یا نہیں ہو گیا؟

اور ہو گیا۔

دو درجوں کا فرق پڑ گیا۔

اچھا نیکوکار تو بہت ہیں لیکن سب تو مقام ولایت پر فائز نہیں ہوتے' تو جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا ولی بنالیا ہے' محبوب بنالیا ہے' مقام ولایت عطا فرما دیا ہے' اس کا ایک درجہ اور بلند ہو گیا یا نہیں ہو گیا؟

کتنے درجوں کا فرق پڑا؟ (تین)

تین درجوں کا' ٹھیک۔

مقام ولایت کے بعد درجہ کس کا ہے؟

یہ قرآن سے پوچھ لو'

من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين۔

(پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۶۹)

صالحین کے بعد ولیوں کے بعد' درجہ ہے شہید کا۔

جو سب ولی ہیں تمام مقام شہادت پر فائز نہیں ہیں۔

پھر جو مقام شہادت پر پہنچا' اس کا ایک درجہ اور بلند ہو گیا۔

کتنے درجوں کا فرق پڑ گیا؟ (چار)

چار۔ ٹھیک۔

اچھا شہید کے بعد کس کا درجہ ہے؟ صدیق کا۔

تو جو مقام صدیقیت پر آ گیا۔

اس کا ایک درجہ اور بلند ہو گیا۔

کتنے درجوں کا فرق پڑ گیا؟ (پانچ)

پانچ۔

صدیقیت کے بعد مرتبہ ہے' نبوت کا۔

جس کو اللہ نے نبوت عطا فرما دی' اس کا ایک درجہ اور بلند ہو گیا۔

کتنے درجوں کا فرق پڑ گیا؟ (چھ)

چھ۔

اور رسول کا درجہ نبی سے بلند ہے۔

ٹھیک ہے نا۔

نبی تو سب ہیں لیکن جن کو کتاب ملی ہے' جس کو شریعت ملی ہے' ان کا ایک درجہ اور بلند ہو جاتا ہے۔

وہ مقام رسالت پر فائز ہو گیا۔

اب کتنے درجوں کا فرق پڑ گیا؟ (سات)

سات۔

اور جو امام الانبیاء ہو' ختم الرسل ہو' وہ جو تمام رسولوں کا سردار ہو' اس کا درجہ کتنا بلند ہو گیا؟ (آٹھ)

وہ تو گن بھی نہیں سکتے۔ اس کا ہم شمار بھی نہیں کر سکتے۔

ارے جو شخص ایم اے پاس کر کے آیا ہے۔

اس کے بارے میں تم کہو' اس نے میٹرک کیا ہوا ہے۔

وہ چڑ جائے گا' اسے غصہ آئے گا' یہ بدتمیزی ہوگئی' یہ گستاخی ہوگئی' یہاں تو صرف تین درجوں کا فرق ہے۔اور وہ ہستی جو امام الانبیاء ہے' وہ جو ختم الرسل ہے' وہ جو باعث تخلیق کائنات ہے' وہ جو محبوب رب کائنات ہے۔

تم جلسوں میں' جناز گاہ پڑ' کہتے پھرتے ہو' یہ بشر ہیں' یہ بشر ہیں' تم نے کتنے درجے نیچے کئے ہوں گے؟

تم ان کو بشر بشر کہتے پھرتے ہو' تمہیں شرم نہیں آتی ؟

کیا یہ چڑانے کی بات نہیں ہے؟

کیا یہ غصہ دلانے کی بات نہیں ہے؟

وہ جو ختم الرسل ہے اس کے بارے میں کہتے ہو یہ بشر ہے۔

ارے بشر تو کافر بھی ہے۔

تم کافر کے برابر کہتے ہو!

کہتے ہیں کہ نہیں جی۔

دراصل بات یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔

اس لئے ہم انسان اور بشر کہتے ہیں۔

ہر بشر اشرف المخلوقات نہیں ہے۔

میں تم سے پوچھتا ہوں' اعتراض کرنے والے سے پوچھتا ہوں۔

اشرف المخلوقات کہتے ہو۔

تم کہو تم تو اپنی نظر میں صاحب ایمان ہونا' کیا تم فرشتوں سے افضل ہو؟

تم نہیں ہو۔

تم بھی تو بشر ہو۔

صرف بشر کہنے سے تو فضیلت نہیں مل جاتی۔

فضیلت صرف بشریت کے حوالے سے نہیں ہے۔

فضیلت کے پیمانے کچھ اور ہیں۔

سرکار سید البشر بھی ہے۔

ارے سرکار کے اندر کچھ ایسی خصوصیات ہونی چاہئیں نا جو باقی انسانوں میں نہیں ہیں اسی لئے تو تمام انسانوں سے اعلیٰ وارفع ہوں گے۔

تو یہ نورانیت بھی سرکار کی ایک ایسی صفت ہے جو سرکار کو باقی انسانوں پر فوقیت عطا فرماتی ہے

پھر ایک بات اور سمجھنے کی ہے۔

بھائی، بندہ بشر ہم کسے کہتے ہیں؟

بھائی، ہم سب بندے بشر ہیں نا؟

بھائی، کوئی شخص غلطی کر دے، خطا کر دے، کوئی ایسا اوٹ پٹانگ کام کر دے اور لوگ اس سے ناراض ہو جائیں تو ہم سمجھانے جاتے ہیں۔

یار جانے بھی دو، خطا ہو گئی، معاف کر دو۔

بھائی، بندہ بشر ہے، غلطی ہو جاتی ہے۔

ٹھیک ہے نا

یا آدمی کوئی بہت اچھا کام کرے، نفیس آدمی کوئی نفیس کام کرے۔

پھر ہم کہیں کہ بندہ بشر ہے، واہ واہ کیا کام کیا ہے۔

کیا کبھی ایسا کہتے ہیں؟

اپنی زبان کا' اپنے محاورے کا تو آپ کو پتا ہوگا نا؟ کہ جب تم بندہ بشر کہتے ہو' تو حقیر پہلو مراد ہوتا ہے یا عظمت مراد ہوتی ہے؟

حقارت ہی کا پہلو مراد ہوتی ہے۔

یہ بندہ بشر' خطا ہو گئی یار'

انسان ہے' انسان خطا کا پتلا ہے۔

خطا تو انسان کی سرشت میں داخل ہے۔

اس لئے جب کسی سے خطا ہو' غلطی ہو' گناہ ہو' کسی پر الزام ہو' بہتان ہو' ہم اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ بندہ بشر ہے' خطا ہو گئی ہے۔

ارے تو جو نبی کو جگہ جگہ بشر بشر کہتے پھرتے ہو' نبی سے کیا خطا ہوئی ہے؟

بتاؤ نا' نبی سے کیا خطا ہوئی ہے؟

ہر جگہ کہتے پھرتے ہو' نبی بشر ہے' نبی بشر ہے۔ نبی بشر ضرور ہے' لیکن بشر بشر کہنا گستاخی ہے' یہ بدتمیزی ہے'

حضور والا! میں نے تو اپنے ایمان کے مطابق بات کی ہے اور خدا شاہد ہے تعصب سے بالاتر ہو کر بات کی ہے' جسے میں اپنے دل کی گہرائیوں سے سچ مانتا ہوں اور جسے صداقت کا معیار سمجھتا ہوں' وہ بات کی ہے لیکن تم بھی ان باتوں کو ذرا تعصب سے بالاتر ہو کر سوچنا' ان کی پیدا کی ہوئی غلط فہمیاں ہیں نا۔

وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ سرکار کو نور مانتے ہیں یا فرشتہ مانتے ہیں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

فرشتے تو سرکار کے خادم ہیں۔

بھائی' اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات وصفات کے لائق نور ہے یا نہیں ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے' کوئی نور مخلوق اللہ کے نور جیسا نہیں

کسی کو شک ہے؟

کوئی شک نہیں۔

تو اللہ کو فرشتہ مانتے ہو؟

بھائی نور کیا ہے؟

نور ایک ایسی Term ہے' نور ایک ایسی اصطلاح ہے جو ہمارے وہم وگمان سے بالاتر ہے۔

بھائی' عام طور پر آپ نے یہ ترجمہ کیا کہ نور روشنی کو کہتے ہیں۔

حضورِ والا! یہ کس نے کہا کہ نور روشنی کو کہتے ہیں۔ ایمان نور ہے' عقل نور ہے' ہماری آنکھ کے اندر نور ہے' فرشتے بھی نور ہیں۔

ہم جب اندھیروں میں جاتے ہیں وہاں کوئی روشنی ہوتی ہے؟ فرشتے ہمارے کندھوں پر بیٹھے ہیں یا نہیں؟

ویسے سیدھے ہاتھ کا تو خالی بیٹھا رہتا ہے اس لئے اُلٹے ہاتھ کی بات کیجئے۔

فرشتے ہمارے کندھوں پہ سوار ہیں لیکن ہم کہیں جاتے ہیں تو روشنی نہیں ہوتی' اُجالا نظر نہیں آتا۔

ٹھیک ہے نا۔

پتہ یہ چلا کہ نور کا ترجمہ روشنی کرنا یہ ہماری زبان کی مجبوری ہے؟ یہ ہماری عقل

کی مجبوری ہے ورنہ نور کا صحیح ترجمہ روشنی نہیں ہے۔

حضور والا! بات دراصل یہ ہے۔ دیکھیں' ایک اندھا ہے' آپ اسے کسی طرح نہیں سمجھا سکتے کہ سبز رنگ کیسا ہوسکتا ہے' کسی طرح نہیں' کوئی بھی نہیں۔

ماں کے پیٹ سے جو اندھا پیدا ہوا ہو' آپ اس کو کسی انداز سے نہیں بتا سکتے کہ سبز رنگ کیا ہوتا ہے' سرخ کیا ہوتا ہے' کیونکہ اس نے اس رنگوں کی دنیا میں آنکھ کھولی ہی نہیں ہے۔ اسی طرح ہم جو انسان ہیں' وہ عالم نور کیلئے اندھے ہیں' ہم نے اُس دنیا میں آنکھ کھولی ہی نہیں ہے' ہمیں نہیں پتہ کہ نور کیا ہوتا ہے؟

ہم نے قرآن میں پڑھا کہ اللہ فرماتا ہے:

قد جاء کم من الله نور ۔(پارہ٦،سورہ المائدہ،آیت١٥)

اللہ نے اپنے محبوب کو نور فرمادیا' ہم نے مان لیا ہے' اب وہ کیا ہوتا ہے' وہ تم کھوجتے پھرو' ہمیں تو نہیں پتہ' ہم نے تو جو اللہ نے کہا وہ مان لیا' بات ختم ہوگئی'

حضرات محترم! میرا خیال یہ تھا کہ میں پندرہ بیس منٹ کی حاضری دوں گا اور جان چھڑا کے پھر آپ کے پاس سے چلا جاؤں گا لیکن............

اچھا چلئے یہ نور اور بشر کی بات چھڑی ہے تو یہاں یہ بات مکمل کر دوں۔

قل انما انا بشر مثلکم ۔(پارہ١٦،سورہ الکہف،آیت١١٠)

یہ جو آیت جگہ جگہ پڑھ کے خواہ مخواہ لوگوں کو پریشان کرتے پھرتے ہیں' ذرا اس کا جواب بھی دیتا چلوں'

حضور والا' مزا تو تب ہے نا کہ اسی آیت سے ثابت ہو کہ سرکار کی عظمت کیا ہے؟ اسی آیت سے ثابت ہو۔

اے محبوب! کہہ دیجئے میں تم جیسا بشر ہی تو ہوں۔

یوحی الی ۔میری طرف وحی ہوتی ہے۔

انما الهکم اله واحد ۔(پارہ۱۶،سورہ الکہف،آیت۱۱۰)

کہ تمہارا معبود فقط ایک ہی معبود ہے۔

مجھے یہ بتایئے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔اور میں تو تم جیسا بشر ہوں۔

یہ آیت کے دو مختلف جملے ہیں۔

ان دونوں جملوں کے درمیان کوئی ربط ہونا چاہیئے کہ نہیں ہونا چاہیئے؟

ہونا چاہیئے۔

اللہ کا کلام ہے' بے ربط نہیں ہو سکتا۔

ربط کیا ہے؟

وہ جو نورانیت کے منکر تھے' انہوں نے اپنی طرف سے مطلب نکالا۔

کہنے لگے کہ جی بات یہ ہے

اللہ فرماتا ہے کہ اے محبوب! کہہ دیجئے' میں تو تم جیسا بشر ہی تو ہوں۔

فرق صرف اتنا ہے کہ میرے اوپر وحی ہوتی ہے' تمہارے اوپر نہیں ہوتی۔

یہ مطلب کیا نا' انہوں نے!

میں یہ مطلب سچ مان بھی لوں تو ان کا مقصد سچ ثابت نہیں ہوتا۔وہ کیسے؟

اُردو کا ایک مزاح نگار رہے ہے' شفیق الرحمٰن

بچوں نے اس کی کچھ کتابیں پڑھی ہوں گی' ہم نے بھی اپنی Student Life میں اور Teen Age میں' خاصی پڑھی تھیں۔ اس نے ایک 'Situation'

Creat کی تھی' ایک واقعہ لکھا ہے کہ جناب ایک شخص ہے' وہ گھوڑے کی تلاش میں ہے' اس کو Riding کا شوق ہے' سواری کا شوق ہے' اب گھوڑے کی تلاش میں ہے' اب جب گھوڑا خریدنے جاتا ہے' تو گھوڑے بہت مہنگے ہیں' اس کے پاس پیسے تھوڑے ہیں' اب وہ بے چارا منہ لٹکا کے واپس آجاتا ہے'

اب گھر بیٹھا ہے' پریشان ہے' میرے پاس تو جیب میں کل پانچ سو تھے اور وہاں ہر کوئی گھوڑا پانچ ہزار سے کم نہیں ہے' میں کروں تو کیا کروں۔

اتنا میں ایک دوست آیا' کہنے لگا' ایک بڑا اچھا گھوڑا مل رہا ہے' صرف تین سو روپے میں' یہ حیران' تین سو روپے میں گھوڑا!!

بھائی وہ تو بالکل بوڑھا ہوگا' کہنے لگے' نہیں جی' بوڑھا نہیں' بالکل جوان ہے۔

کہا اچھا' جوان ہے' وہ تو بالکل کمزور ہوگا' پاگل ہوگا' ناتواں ہوگا' چل بھی نہیں سکتا ہوگا؟

نہیں' نہیں' وہ بڑا ہٹا کٹا ہے' لاغر کمزور بالکل نہیں'

اچھا' پھر وہ کوئی لنگڑا ہوگا' اندھا ہوگا؟

نہیں جی' لنگڑا اور اندھا بھی نہیں ہے' بس ایک مسئلہ ہے

کیا مسئلہ ہے؟

بس جی' وہ ذرا مر گیا ہے'

پس وہ ذرا مر گیا ہے' یہ مذاق ہے یا نہیں ہے؟

بھائی' زندگی اور موت کا فرق کوئی چھوٹا فرق ہے'

وہ کہتے ہیں: بس وہ ذرا مر گیا ہے'

بھائی، نبی تو بس ہم جیسے بشر ہی ہیں، ان پہ ذرا وحی ہوتی ہے۔

ارے وحی کا ہونا، کوئی چھوٹا فرق ہے؟

اللہ نے جس کو اپنی وحی کیلئے چنا ہے، مقام نبوت پہ فائز کیا ہے، یہ کوئی چھوٹا فرق ہے، تم عبادت کرو، ریاضت کرو، تم کچھ بھی کرو، تم تو نبی کو دیکھنے والے کے برابر نہیں ہو سکتے، نبی کے برابر کیسے ہو سکتے ہو، یہ کوئی چھوٹا فرق تو نہیں ہے نا۔

لیکن مسئلہ دوسرا ہے، یہاں پر انہوں نے ڈنڈی ماری، اپنے جیسا بتانے کے چکر میں، ان سے پوچھو کیا صحابی ہم جیسے ہیں؟ کانوں کو پکڑے گا، توبہ کرو، صحابی کی عظمت کا انکار کرتے ہو، صحابی بھی ہم جیسا ہے۔

ارے جس نے نبی کو دیکھا ہے تم اس جیسے نہیں ہو سکتے۔

تو جس نے خدا کو دیکھا ہے!

اچھا، نبی ہم جیسا بشر ہے،

قرآن نے کہا: اے نبی کہہ دیجئے، میں تم جیسا بشر ہوں۔

کس چیز میں ہم سرکار جیسے ہیں، ذرا یہ بھی تو بتا دیجئے؟

کیا شکل وصورت میں ہم جیسے ہیں؟

سرکار نے فرما دیا:

انی لست کھیئتکم۔ (بخاری جلد ا، ص ۲۴۷)

خود ارشاد فرما دیا: میری تمہاری شکل بھی نہیں ملتی، میں وہ ہوں جس کو دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے؟

من رانی فقد رای الحق۔ (بخاری، مسلم)

میری تمہاری شکل نہیں ملتی، ظاہر نہیں ملتا، کیا باطن ملتا ہے؟

کون مسلمان ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ میرا باطن نبی سے ملتا ہے؟

کیا تمہاری سخاوت نبی جیسی ہے؟

کیا عبادات نبی جیسی ہیں؟

کیا عبادت نبی جیسی ہے؟

کیا شب و روز نبی جیسے ہیں؟

بھائی، بتاؤ تو صحیح، کون سی چیز نبی جیسی ہے؟

اللہ فرماتا ہے:

اے محبوب! کہہ دیجئے میں تم جیسا بشر ہوں۔

مولیٰ! تم نے قرآن میں کہہ دیا، محبوب سے کہلوا دیا، میں تم جیسا بشر ہوں۔

اللہ تیرا محبوب کس بات میں ہمارے جیسا ہے، یہ تو بتا دے؟

نہ ظاہر ہم جیسا، نہ باطن ہم جیسا، نہ بشریت ہم جیسی، نہ روحانیت ہم جیسی، نہ حقیقت ہم جیسی، نہ شب و روز ہم جیسے، نہ عادات و اطوار ہم جیسے، نہ سخاوت ہم جیسی، نہ بہادری ہم جیسی، نہ رحمدلی ہم جیسی، نہ عفو و درگزر ہم جیسے، نہ استقلال ہم جیسا، نہ تدبر ہم جیسا، نہ ذہانت ہم جیسی۔

مولیٰ: کس بات میں ہم جیسا ہے؟ ذرا یہ تو بتا دے۔

ذرا غور کیجئے، آپ کے پاس کوئی شخص آئے، وہ بے چارا عشق کا مارا، محبت میں راتوں کو تارے گنتا ہوا اپنے محبوب کی یاد میں آہیں بھرتا ہو،

آپ نے کہا: یار، کس سے تم محبت کرتے ہو، حالت تمہاری پتلی ہے، دیکھ کے

پہچانے نہیں جاتے، ہڈیوں کے ڈھانچہ ہو گئے، تمہارا محبوب آخر چیز کیا ہے؟

اس نے کہا کہ میرا محبوب تو پھول ہے۔

اچھا!

آپ نے کہا: پھول ہے۔

کیا کسی گملے میں لگا ہے؟ اسے کھاد بھی دیتے ہو؟

روز پانی بھی ڈالتے ہو؟ اس نے زمین سے جنم لیا ہے؟

کیا یہ مطلب ہے؟

کوئی سننے والا یہ مطلب نکالتا ہے کہ محبوب بالکل پھول جیسا ہے؟ نہیں،

آپ کے پاس کوئی شخص آیا، کہنے لگا؛ جناب میرا بیٹا شیر جیسا ہے۔

آپ نے کہا: اچھا، اچھا

آپ کا بیٹا شیر جیسا ہے۔

کیا اس کی بھی دُم ہے؟

کیا وہ بھی بغیر نکاح کے رہتا ہے؟

کیا وہ بھی کپڑے نہیں پہنتا؟

آپ بتایئے! آپ نے کسی شیر کو ٹیلر ماسٹر (Tailor Master) کے پاس سوٹ کا ناپ دیتے ہوئے دیکھا ہے؟

کیا کسی شیر کے نکاح کے چھوارے آپ نے کھائے ہیں؟ نہیں،

بھائی، شیر کا نکاح تو نہیں ہوتا، شیر کپڑے تو نہیں پہنتا، شیر دُمدار جانور ہے،

آپ نے کہا: میرا بیٹا شیر جیسا ہے، میں کوئی سیاسی تقریر نہیں کر رہا، میں کسی

انتخابی نشان کی بات نہیں کر رہا' میں تو بھائی ایک سیدھی سادھی مثال دے رہا ہوں۔

جناب! جب کہنے والے نے کہا کہ میرا بیٹا شیر جیسا ہے' کسی نے نہیں کہا کہ جناب کس بات میں شیر جیسا ہے؟ نہ شکل شیر جیسی' نہ صورت شیر جیسی' نہ نین نقش شیر جیسے' نہ آواز شیر جیسی' نہ خوراک شیر جیسی' نہ شجرۂ نسب شیر کا ہے' کوئی بات بھی تو نہیں ملتی' نہ آواز ملتی ہے' نہ لہجہ ملتا ہے' نہ لباس ملتا ہے' نہ زندگی ملتی ہے' کون سی چیز شیر سے ملتی ہے؟

کسی نے نہیں پوچھا' ہر ایک سمجھ گیا کہ بھائی' ایک قدرے مشترک ہوتی ہے' ایک وجہ تشبیہ ہوتی ہے' اس کو ڈھونڈ نا پڑتا ہے۔

جب کہا کہ میرا محبوب پھول جیسا ہے' کیا کسی نے کہا کہ ہر بات میں' ہر پہلو سے محبوب پھول جیسا ہے' کسی نے نہیں کہا'

جب کہا کہ بیٹا شیر جیسا ہے' کسی نے نہیں کہا کہ بیٹا بالکل شیر جیسا ہے۔

اللہ نے فرمایا: اے نبی فرما دیجئے میں تم جیسا بشر ہوں۔

تو یاروں نے نعرہ مارا

دیکھو' نبی تو ہم جیسا ہے' بھئی' یہاں بھی تو وجہ تشبیہ ڈھونڈنی چاہیئے تھی' کس بات میں نبی' ہم جیسا ہے؟

ڈھونڈنی چاہیئے تھی یا کہ نہیں؟

اگر پہلے نہیں ڈھونڈی تو آج ڈھونڈ لو' اور اگر اپنی طرف سے کوئی وجہ ڈھونڈو گے تو ممکن ہے کہ بھٹک جاؤ' خود قرآن سے پوچھ لو نا!

اے محبوب! بتا دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں۔

یوحی الی انما الھکم الہ واحد۔ (الکہف،۱۱۰)

مجھ پر وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے'

جب میں کہتا کہ میں تم جیسا بشر ہوں' تو تم سوچو گے نا کہ میں کس چیز میں تم جیسا ہوں۔ نہ ظاہر تم جیسا' نہ باطن تم جیسا' نہ عادتیں' نہ مزاج' شب و روز کی کوئی کیفیت تم جیسی نہیں ہے۔

تو اب تم پوچھو گے: کس چیز میں تم جیسا ہوں۔

میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ہم دونوں کا خدا ایک ہی ہے' تم بھی خدا نہیں ہو' میں بھی خدا نہیں ہوں۔

بالکل' یہ زیادہ صحیح طریقے سے بات سمجھ آئے گی

جب اس بات کو آپ سمجھیں کہ قرآن میں کسی اور ہستی کے بارے میں وضاحت نہیں ہوئی کہ کہہ دیجئے یہ بھی تم جیسا بشر ہے۔

آپ میں سے کوئی کھڑا ہو کر کہے کہ جناب! میں بھی تو آپ جیسا انسان ہوں' تو میں کہوں گا' بھائی' آپ نے یہ کون سا انکشاف کیا ہے'

کون سے راز سے پردہ اُٹھایا ہے؟

نظر آ رہے ہیں کہ آپ ہم جیسے انسان ہیں۔

ٹھیک ہے نا۔

تو پھر اللہ نے اپنے محبوب سے بطورِ خاص قرآن میں کئی جگہ یہ کیوں کہلوایا کہ اے محبوب! کہہ دیجئے' میں تم جیسا بشر ہی تو ہوں'

کوئی وجہ ہوگی نا۔

مغالطے کا کہیں اندیشہ ہوگا نا

اس مغالطے کو دُور کرنا مقصود تھا

وہ مغالطہ کیا تھا؟

اللہ نے فرمایا کہ یہ تیرے اُمتی، یہ میرے بندے، جب یہ دیکھیں گے کہ تیری شان یہ ہے کہ تیری تو انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے، تیرے تو ہاتھ کی جنبش سے سورج پھر آتا ہے، تیری تو بارگاہ میں پتھروں کو زبان مل جاتی ہے، جانور تیرے قدموں پہ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، اور درخت تیرے بلاوے پر جڑ سمیت چلتے ہوئے تیری بارگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں تو اے میرے محبوب! میرے بندے کہیں یہ نہ سمجھنے لگیں کہ تو تو خدا ہے، مخلوق کے اندر تو یہ طاقت نہیں ہو سکتی، پہلے بھی تو میں نے اپنے بندے عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا نا۔

ان کی شان تو یہ تھی کہ وہ مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے اور مُردہ وہ ہوتا ہے، جو پہلے زندہ تھا، اے محبوب! جب تیری بارگاہ میں پتھروں کو زبان مل جائے گی، پتھروں کو زندگی مل جائے گی، تو کہیں تجھے بھی یہ خدا نہ سمجھ بیٹھیں۔

میرا عیسیٰ جو تھا، میرا وہ بندہ یہ بتا دیتا تھا کہ تم کھا کے کیا آئے ہو، اور تو تو منبر پر بیٹھ کے یہ بھی بتا دے گا کہ تم صحیح النسب ہو یا تم کسی اور کے نطفے سے ہو،

اے میرے محبوب! جب تو شکم مادر کی بات بتا دے گا، بلکہ اس سے پہلے کی بات بتا دے گا، نطفے کی بات بتا دے گا، تو اے محبوب! کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تجھے کہیں خدا نہ سمجھ لیں، معبود نہ سمجھ لیں، تیری بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو جائیں، ان کو بتا دے کہ میں تو تم جیسا بشر ہوں نا۔

یہ پوچھیں گے کس بات میں ہم جیسا ہے تو یہ بتا دینا۔

الھکم الہ واحد

تم بھی خدا نہیں ہو' میں بھی خدا نہیں ہوں'

تم بھی معبود نہیں ہو' میں بھی معبود نہیں ہوں'

تم بھی عبادت کے لائق نہیں' میں بھی عبادت کے لائق نہیں'

تم بھی اس کے بندے ہو' میں بھی اس کا بندہ ہوں'

خدا نہ ہونے میں، ہم ایک جیسے ہیں۔

اچھا آیت کے آخر میں آتا ہے:

ولا یشرك بعبادہ ربہ احدا (الکہف:١١٠)

اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

یہاں پر یہ وضاحت کیوں فرمائی ؟ اس لئے کہ پتہ چل جائے کہ اس آیت میں دراصل شرک کی نفی ہو رہی ہے۔

اے محبوب! تیرے کمالات کو' تیری عظمت کو دیکھ کر' کہیں کوئی تجھے میرا شریک نہ بنا بیٹھے۔اس لئے بتا دے کہ میں تو تم جیسا بندہ ہوں۔

کس چیز میں تم جیسا ہوں؟

تم بھی خدا نہیں ہو' میں بھی خدا نہیں ہوں' مشرکوں کیلئے خرابی ہے' اس لئے کبھی مجھے خدا کا شریک نہ بنا دینا۔

اس آیت میں نفی تھی شرک کی' یار لوگوں نے کہا نفی ہے نورانیت کی۔

اب بتایئے میں کیا کروں؟

بھائی یہ تو قرآن کے الفاظ گواہ ہیں۔

یہ میری اپنی بات نہیں ہے' قرآن کے الفاظ گواہ ہیں کہ یہاں پہ نفی ہے شرک کی' آپ نے کس بات سے سمجھا کہ نورانیت کی نفی ہے۔

جنابِ والا! قرآن پڑھنا اور چیز ہے اور قرآن کو سمجھنا اور چیز ہے۔

؎ دنیا کے سلاطین تیرے جاروب کشوں میں
عالم کے سکندر تیرے چوکھٹ کے بھکاری
گردوں کی بلندی تیری پاپوش کی زد میں
جبرائیل کے شہپر تیرے بچوں کی سواری

حضرات مکرم!

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ محفل منعقد کی گئی ہے اس بارے میں ایک دو باتیں کہوں اور پھر اپنی گفتگو کی بساط کو سمیٹ دوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو معراج کرائی' یہ سرکار کا امتیاز ہے' یہ سرکار کی خصوصیت ہے' یہ سرکار کی شان ہے' آدمی سنتا ہے تو حیران ہوتا ہے' زمین پر رہنے والا یہ خاک نشین ہمارے درمیان زندگی بسر کرنے والا' یہ آسمان کی منزلوں پہ کیسے پہنچا؟ فرشِ خاک پر بسیرا کرنے والا' کہکشاں کے راستوں کا راہی کیسے بنا؟

یہ پستی اور بلندی میں ملاپ کیسے ہوا؟
پستی اور بلندی کا ملاپ تو صرف اُفق پر نظر آتا ہے۔
اور وہ بھی نظر کا دھوکہ ہوتا ہے' وہ نظر کا فریب ہوتا ہے'
پتا یہ چلا کہ حقیقتاً پستی اور بلندی تو کہیں نہیں ملتی'
تو مولیٰ! پھر یہ سبب کیا ہے؟ یہ ماجرا کیا ہے؟

یہ عبد و معبود کا ملاپ کیسا ہے؟

یہ ساجد و مسجود کا ملاپ کیسا ہے؟

یہ عابد و معبود کا' خالق و مخلوق کا ملاپ کیسا ہے؟

حضور والا! اللہ نے فرمایا:

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۱)

پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے عبد مقدس کو رات کے قلیل حصے میں

اے میرے محبوب! ممکن ہے میرے بندے تیری عظمت کو نہ مانیں' تیری شان کو نہ مانیں' تیرے مقام کو نہ مانیں' تیری رفعت کو نہ مانیں' تیرے تصرف کو نہ مانیں' تیرے اختیار کو نہ مانیں' تیری رفتار کو نہ مانیں' تیری پہنچ کو' تیری دسترس کو نہ مانیں' لیکن اے میرے محبوب! انہیں معراج کو تو ماننا ہی پڑے گا کہ جانے والا خود نہیں گیا' لے جانے والا لے گیا ہے اور جو لے جانے والا ہے' وہ سبحان ہے' وہ پاک ہے' وہ کس چیز سے پاک ہے؟

تمہارے اعتراضات سے پاک ہے' انگشت نمائی سے پاک ہے' وہ حرف گیری سے پاک ہے' تمہارے تصور و گمان میں آنے سے پاک ہے' جب لے جانے والا لے گیا ہے اور وہ سبحان ہے تو پھر اعتراض کی گنجائش نہیں'

لوگوں نے کہا' معترضین نے کہا' کہ معراج تو خواب میں ہوئی ہے۔

حضور والا! آپ گوجرانوالہ میں رہتے ہیں' یہاں سے اگر آپ لاہور جائیں تو آپ کو کتنا وقت لگتا ہے؟

ایک گھنٹہ' ڈیڑھ گھنٹہ

فرض کیجئے کہ سڑک بہت اچھی ہے، بہت نفیس ہے، اور ٹریفک بھی بڑی Smooth ہے۔اور آپ کے پاس جو گاڑی ہے وہ بھی بڑی Sophisticated ہے۔ بڑی اعلیٰ ہے، اور آپ کا ڈرائیور بھی بڑا Expert ہے، ماہر ہے، مشاق ہے، پھر یہاں سے چلتے ہیں تو ممکن ہے کہ ان آئیڈیل Conditons میں آپ بیس منٹ میں لاہور پہنچ جائیں، اس سے کم مدت میں وہاں پہنچنا ممکن دکھائی نہیں دیتا۔

ٹھیک ہے نا۔

لیکن کوئی شخص آپ سے کہے کہ جناب رات میں اپنی گاڑی پر دس منٹ میں لاہور سے ہو کر آ گیا تو آپ مانیں گے؟

نہیں مانیں گے، بلکہ لوگوں کو سنا کر، بلا کر، مذاق اُڑائیں گے کہ دیکھو اس ذات شریف کا ارشاد سنو، دعویٰ دیکھو،

ٹھیک ہے نا۔

لیکن اگر وہ شخص اصرار کرے کہ یہ سچ ہے، حق ہے، اور تنگ آ کر کہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں، میں رات ہی خواب میں اپنی گاڑی میں دس منٹ کے اندر لاہور سے ہو کے آ گیا تو آپ ہنس پڑیں گے،

آپ کہیں گے، خواب میں دس منٹ لگائے، بڑی دیر لگائی، بھائی ہم تو پلک جھپکتے میں ہو کے آ جاتے ہیں، ٹھیک ہے نا۔

پتہ یہ چلا کہ خواب میں مسافت طے کرتے ہوئے کوئی وقت صرف نہیں ہوتا، اگر وہاں پر وقت کا ذکر کیا جائے تو مذاق بن جاتا ہے، وہ لطیفہ بن جاتا ہے، وہ بہت ہی نامعقول اور غیر معقول بات بن جاتی ہے۔

ٹھیک ہے نا،

اللہ فرماتا ہے: پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے عبد مقدس کو۔

لیلاً رات کے قلیل حصے میں

لیل پر جو دو زبر ہیں' جو تنوین ہے' یہ تقلیل کیلئے ہے' رات کے بہت قلیل حصے میں سیر کرائی' اگر معراج خواب میں ہوئی تھی تو پھر کہنا کہ یہ سفر بہت قلیل حصہ میں ہوا' یہ بے معنی ہے' یہ بے محل ہے' یہ بے موقع ہے' یہ لایعنی ہے' یہ لطیفہ ہے' یہ مذاق ہے اور قرآن مجید ہمیں لطیفے نہیں سنا رہا'

اگر قرآن کہتا ہے رات کے قلیل حصے میں سیر کرائی' اگر مسافت کا ذکر ہو اور ساتھ وقت کا ذکر ہو تو خواب میں یہ مذاق اور لطیفہ معلوم ہوتا ہے' اور اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن میں لفظ لیلاً فرما رہا ہے۔ لفظ لیلاً اس بات کی دلیل ہے کہ معراج جاگتے میں ہوئی

اچھا دیکھئے' میں کہوں کہ رات خواب میں' میں امریکہ کی ۵۲ States (ریاستیں) دیکھ کے آ گیا' آپ کو کوئی اعتراض ہے؟

آپ کہیں گے یہ تو باون States دیکھ کے آ گیا' آپ 160 States دیکھ کے آ جاتے تو ہم کیا اعتراض کرتے۔

حضور والا! ذرا غور تو فرمایئے' ذرا توجہ تو دیجئے' یہ سرکار کی شان ہے' یہ مقام ہے' یہ سرکار کی رفعت ہے کہ معترض اعتراض کر لے اور اس کا اعتراض سرکار کے حق میں دلیل بن جائے۔

بھائی' کافروں نے اعتراض کیا تھا' انہوں نے تو سرکار کو جھٹلانا چاہا تھا' تکذیب کرنی چاہی تھی' سرکار کے قول کی تردید کرنی چاہی تھی لیکن یہ سرکار کی شان ہے کہ

معترض کا اعتراض سرکار کے حق میں دلیل بن گیا۔

خواب کی بات پر اعتراض نہیں کیا جاتا' اور کافروں نے اعتراض کیا ہے۔

یہ اعتراض دلیل ہے اس بات کی کہ معراج خواب میں نہیں ہوئی ہے' جاگتے ہوئے ہوئی ہے۔

کہتے ہیں: اچھا' چلئے جاگتے میں ہوئی ہوگی لیکن یہ سنی دیکھئے کہاں کی بات کہاں پہنچا دیتے ہیں اور کس طرح مبالغہ آرائی کرتے ہیں' رنگ آمیزی کرتے ہیں۔

دیکھئے' یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رب کو دیکھا حالانکہ رب کو دیکھنا ممکن نہیں ہے' قرآن گواہ ہے۔

لا تدرکه الابصار (پارہ۷، سورہ الانعام، آیت ۱۰۳)

کوئی آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی۔ جب قرآن کا اعلان آ گیا' قرآن کا فرمان آ گیا' قرآن کا قانون آ گیا تو اب اگر مگر کرنا' چون و چرا کرنا' اس میں گنجائش نکالنا' یہ کسی مسلمان کا کام نہیں' جب قرآن نے کہہ دیا:

لا تدرکه الابصار

بات ختم ہوگئی۔ اب کیسے کہتے ہو کہ سرکار نے رب کو دیکھا

بات قرآن کی ہو رہی ہے' تو پھر قرآن کے حوالے سے کرنی چاہیئے۔

اسی قرآن مجید فرقان حمید میں ایک اور واقعہ بھی ہے'

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

رب ارنی (پارہ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۴۳)

مولیٰ! اپنا جلوہ دکھا دے' اپنا دیدار کرا دے' اگر رب کو دیکھنا ممکن نہیں ہے' تو یہ

موقع تھا وضاحت کا' اللہ تبارک وتعالیٰ وضاحت فرماتا بلکہ صرف وضاحت کا نہیں' تنبیہ کا موقع تھا' سرزنش کا موقع تھا'

اللہ فرماتا: موسیٰ! میں نے تمہیں رسول بنایا ہے' مسند نبوت پر بٹھایا ہے' تمہیں شریعت دے کر بھیجا ہے' تمہیں بھیجا ہے لوگوں کی راہنمائی کیلئے' صراط مستقیم پر چلانے کیلئے' سیدھا راستہ دکھانے کیلئے' حق و باطل میں امتیاز کیلئے' حلال وحرام میں فرق کرنے کیلئے' ارے تم نے تو لوگوں کی راہنمائی کرنی تھی' اور تم خود ایسی خواہشات کا اظہار کرنے لگے' جو ناممکن ہے' شرعاً جائز نہیں ہے' موسیٰ کیا کرتے ہو' تمہیں توبہ کرنی چاہیئے' توبہ کرو

اللہ نے کیا تنبیہ فرمائی؟

سرزنش فرمائی؟

نہیں۔

کیا فرمایا؟

لن ترانی۔ (پارہ ۹ سورہ الاعراف، آیت ۱۴۳)

موسیٰ! تم نہیں دیکھ سکتے۔

دیکھئے مثال تو نہیں دیتا' صرف بات سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں' وہ اس لئے کہ جن ہستیوں کا ذکر ہو رہا ہے وہ ہر مثال سے بالاتر ہیں۔

بعض اوقات ایسا ہوتا کہ آپ بازار جانے لگے' بچہ کہنے لگا' بابا میں بھی ساتھ جاؤں گا۔ آپ نے سوچا کہ بچہ ہے' سیر ہو جائے گی' **Outing** ہو جائے گی' چلو ٹھیک ہے' آپ نے بچے کا ہاتھ پکڑا' بازار لے چلے' آپ بازار پہنچے' ایک ہاتھ میں آپ کے **Basket** (ٹوکری) ہے' تھیلا ہے' آپ نے گوشت' سبزی' دال' جو بھی ضرورت کی

چیزیں اس مہنگائی کے زمانے میں آپ خرید سکتے تھے آپ نے خریدیں، ٹھیک ہے نا۔
سینے پہ پتھر کی سِل رکھ کے جو کچھ آپ کی مجبوری تھی آپ نے خریدنا تھا وہ خرید لیا' مہنگائی کا زمانہ ہے' سبحان اللہ' مہنگائی کا عالم یہ ہے کہ بچے کی پیدائش پر بھی لوگ خوش ہونے کی بجائے بے چاروں کا دل مٹھی میں آجاتا ہے' وہ شاعر نے کہا تھا کہ:

ے ساتھ برخوردار کے روتا تھا اس کا باپ
اور رو کے کہتا کہ کہاں او بے خبر پیدا ہوا
میں تو پیداوار ہوں سستے زمانے کی مگر
تو بتا اس دور میں کیا سوچ کر پیدا ہوا

بہر حال اس مہنگائی کے زمانے میں' آپ جو کچھ خرید سکتے تھے آپ نے وہ خرید کر تھیلے میں ڈالا' اَب واپسی کا سفر اختیار کیا' ایک ہاتھ میں تھیلا ہے اور دوسرے ہاتھ میں بچے کا ہاتھ ہے' اتنے میں بچہ مچل جاتا ہے'

بابا! یہ تھیلا میں اُٹھاؤں گا۔

آپ کہتے ہیں: بیٹے! آپ کمزور ہو' آپ چھوٹے ہو' آپ ننھے منھے سے ہو' بیٹے! ابھی آپ اُٹھا نہیں سکتے' یہ وزنی ہے' یہ بھاری ہے۔

بچہ ضد کرتا ہے کہ نہیں میں اُٹھاؤں گا۔

آپ سوچتے ہیں کہ اگر بچے کو ڈانٹا تو سارا مزا کرکرا ہو جائے گا۔

آپ ایسے کرتے ہیں کہ وہ تھیلا زمین پر رکھتے ہیں اور بچے سے کہتے ہیں' اچھا بیٹا! ذرا ہمت کرو' زور لگاؤ' اسے اُٹھاؤ' بچہ اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے' جب اس سے نہیں اُٹھتا تو مطمئن ہو جاتا ہے اور آپ کی اُنگلی پکڑ کر چل پڑتا ہے۔

ایسا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟

بھائی یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے نا۔

یہ کوئی Fabricated Story تو نہیں ہے نا۔

کوئی جی سے جوڑی ہو' من گھڑت کہانی تو نہیں ہے نا،

اب ذرا غور کیجئے' مثال نہیں ہے' سمجھانے کیلئے ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے لاڈ کر رہے ہیں۔

مولیٰ! اپنا دیدار کرا دے'

مولیٰ! اپنا جلوہ دکھا دے'

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

اے موسیٰ! تم میں وہ ہمت نہیں ہے' وہ قوت نہیں ہے' وہ طاقت نہیں ہے' وہ برداشت نہیں ہے۔

اے موسیٰ! تم نہیں دیکھ سکتے

ادھر موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ مچلے ہوئے ہیں' ضد کر رہے ہیں' اصرار کر رہے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

اچھا موسیٰ! اگر تم نہیں مانتے تو دیکھو یہ سامنے پہاڑ ہے' اس کی طرف ذرا نظریں جمائے رہو' میں اس پر ایک تجلی کرتا ہوں' اگر تمہارے اندر ہمت ہو گی تو چلو دیکھ لو گے' جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک تجلی فرمائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوش وخرد سے بیگانے ہو گئے۔ تو پھر جب ہوش میں آئے تو مطمئن ہو گئے اور اپنے مطالبے سے دستبردار ہو گئے۔

ٹھیک ہے نا۔

لیکن اس واقعے سے اتنا پتہ تو چلا کہ رب کو دیکھنا ممکن ضرور ہے۔اگر ممکن نہ ہوتا تو رب کریم یہاں تنبیہ فرماتا' سرزنش فرماتا اور یہ تجلی کرنے کے بارے میں کوئی ارشاد نہ فرماتا: تو پھر

لا تدر که الابصار۔ کا کیا مطلب ہے؟

اللہ اکبر' قرآن پڑھنا تو ہر ایک کے بس کی بات ہے۔

سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں'

لا تدر که الابصار ۔کوئی آنکھ اس کا ادراک نہیں کر سکتی' ادراک کا کیا مطلب ہے؟

آپ کہیں گے کہ موٹے موٹے لفظ بول لیتے ہیں۔

پھر اپنی مرضی سے ترجمہ کر لیتے ہیں' ہمیں کیا پتہ کہ کیا مطلب ہے؟

حضور والا! ادراک کا مطلب ہے' اس طرح دیکھنا کہ جس چیز کو دیکھا جا رہا ہے ۔اس کا احاطہ کر لیا جائے' ہر پہلو سے' ہر جہت سے' ہر طرف سے' ہر سمت سے' ہر اعتبار سے' ہر لحاظ سے' ہر Aspects سے اسے دیکھ لیا جائے' اس کو ادراک کہتے ہیں۔

اللہ فرماتا ہے:

لا تدر که الابصار ۔(پارہ ۷،سورہ الانعام،آیت ۱۰۳)

کوئی آنکھ اس کا ادراک نہیں کر سکتی۔

دیکھئے' پھر عرض کروں گا' مثال نہیں ہے۔بات سمجھانے کی کوشش ہے۔

آپ میں سے اکثر دوست کراچی گئے ہوں گے۔آج کل فاصلوں کی تو کوئی

حیثیت نہیں رہی' کراچی گئے ہو گے تو ہم میدان کے رہنے والے جب ساحل سمندر پہ جاتے ہیں تو جی چاہتا ہے کہ سمندر کی سیر کریں' آپ نے دوستوں سے بھی مشورہ کیا ہوگا کہ سمندر دیکھنا چاہیئے کہ کراچی آئے ہیں' ہاکس بے جائیں' پیرڈائز پوائنٹ جائیں' کلفٹن جائیں' کون سے ساحل پہ جائیں۔

مٹرگشت کرنی ہے' سیر کرنی ہے' سمندر کا نظارا کرنا ہے' تفریح کرنی ہے' بہرحال فرض کیجئے کہ آپ کلفٹن پہ پہنچتے ہیں' سمندر میں نہاتے بھی ہیں' لطف اندوز ہوتے ہیں' وقت گزارتے ہیں' صبح سے شام ہو جاتی ہے' آپ کا جی نہیں بھرتا۔

بہرحال جب شام کے سائے گہرے ہونے لگتے ہیں' آپ واپس آتے ہیں' گوجرانوالہ پہنچتے ہیں' جن دوستوں نے سمندر نہیں دیکھا' ان میں بیٹھ کے ڈینگیں مارنے لگتے ہیں کہ میں سمندر دیکھ کے آیا ہوں۔

ان میں سے ایک ستم ظریف کہتا ہے کہ بھائی' آپ سمندر دیکھ کے آئے ہیں' ہم نے سنا ہے کہ جو جدہ ہے نا' وہ بھی بالکل سمندر کے ساحل پہ ہے' بالکل کنارے پہ ہے' آپ نے سمندر دیکھا ہے تو جدے پر بھی نظر پڑی ہوگی' کیسا ہے وہ؟

آپ پریشان' بھائی جدہ تو نہیں دیکھا میں نے؟

اچھا جدہ نہیں دیکھا' چلو بمبئی جو ہے وہ نسبتاً قریب بھی ہے اور وہ بھی بالکل ساحل پہ ہے' وہ دیکھا ہوگا۔

آپ دل ہی دل میں شرمندہ ہو رہے ہیں کہ یہ کہاں پھنس گیا' بھئی' بھئی! میں نے تو بمبئی بھی نہیں دیکھا۔

اتنے میں ایک اور ساتھی تشریف لائے۔

آپ نے وہاں داؤ کھیلنا چاہا کہ میں سمندر دیکھ کے آ رہا ہوں ۔وہ پہلے صاحب سے بھی دوقدم آگے تھے۔

انہوں نے کہا: اچھا' آپ نے سمندر دیکھا ہے۔

بھائی' ہم نے تو محض زمین کے نقشے پر ہی دیکھا ہے۔

اور دیکھا ہے کہ خشکی ایک حصہ ہے اور سمندر تین حصے ہے۔آپ نے سمندر دیکھا ہے وہ تو لاکھوں میل پر پھیلا ہوا ہے۔

بحری جہاز میں دیکھا تھا یا ہوائی جہاز سے دیکھا تھا۔

آپ بڑے پریشان کہ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

آپ کہتے بھائی' نہیں بھائی' نہ میں بحری جہاز میں سوار ہوا' نہ ہوائی جہاز میں' میں تو کراچی گیا تھا' کلفٹن پہنچا تھا' میں وہاں سمندر دیکھ کے آیا۔

اب وہ مذاق اُڑانے لگا کہ سمندر تو لاکھوں میل پر پھیلا ہوا ہے تم ساحل پہ کھڑے ہو کر دس پندرہ بیس میل کا Area دیکھ کر کہتے ہو کہ میں نے سمندر دیکھا ہے۔

اب یہ بتاؤ کہ آپ نے سمندر دیکھا ہے یا نہیں دیکھا ہے؟

دیکھا ہے۔

اعتراض کرنے والے کا اعتراض صحیح ہے' یا غلط ہے؟

وہ بھی صحیح ہے۔

یہ عجیب چکر ہے کہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔

بھائی' بات یہ ہے کہ آپ نے سمندر دیکھا ہے۔

آپ سچے ہیں' آپ یہ کب کہہ رہے ہیں کہ میں سمندر کو چھان کے آیا ہوں۔

آپ یہ کب کہتے ہیں کہ میں نے تمام سمندر کو دیکھا ہے۔

آپ ساحل پہ کھڑے ہوئے' جہاں تک آپ کی نگاہ پہنچی' جہاں تک آنکھ کی رسائی تھی' وہاں تک آپ نے سمندر کو دیکھا اور واپس آ گئے۔

آپ نے سمندر کو دیکھا ہے۔

سرکار نے رب کو دیکھا ہے' ہم یہ کب کہتے ہیں کہ رب کا احاطہ کیا ہے' نہیں' جتنا دیکھنے والا دیکھ سکا اور جتنا دکھانے والے نے دکھانا چاہا۔

حضرات محترم! وقت بہت ہو رہا ہے۔

اس شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

؎ اقبال میں کس منہ سے کہوں مدح محمد (ﷺ)

منہ میرا بہت چھوٹا ہے اور بات بڑی

و آخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين

کتب برائے استفادہ

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تفصیلی معلومات کیلئے

درج ذیل کتب کا مطالعہ کریں۔

۱۔	سیاح لامکان	شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور
۲۔	معراج حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم	مفتی محمد خان قادری	کاروان اسلام پبلی کیشنز جامع اسلامیہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
۳۔	معجزۂ معراج مصطفےٰ تاجدار شب اسریٰ صلی اللہ علیہ وسلم	مفسر قرآن علامہ قاری محمد طیب نقشبندی	مکتبہ نوریہ حسینیہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور
۴۔	درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج	مولانا علامہ فیض محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرک اے فیصل آباد
۵۔	المعراج	صاحبزادہ سید افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرک اے فیصل آباد
۶۔	معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	خطیب اسلام حضرت علامہ الحاج مولانا الٰہی بخش قادری ضیائی	مکتبہ غوثیہ رضویہ محمود شہید روڈ شاہدرہ لاہور
۷۔	عجائبات معراج ترجمہ الاسراء والمعراج	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مترجم مولانا محمد گل احمد عتیقی	مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرک اے فیصل آباد
۸۔	اسراء ومعراج	ڈاکٹر رضوان بن فضل الرحمٰن بن ضیاء الدین احمد الشیخ ترجمہ: مولانا افتخار احمد قادری	معارف نعمانیہ ۳۲۳ شاد باغ لاہور

۹۔	تنویر السراج فی بیان المعراج	خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا ظفر الدین بہاریؒ	تنظیم نوجوانان اہلسنّت بھاٹی گیٹ لاہور
۱۰۔	معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ رضوان گنج بخش روڈ لاہور
۱۱۔	معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت علامہ فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
۱۲۔	معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ االقول السدید میں چھپا۔
۱۳۔	بے مثل بشر صلی اللہ علیہ وسلم کے تین عظیم سفر	چوہدری نور احمد مقبول نقشبندی مجددی	مکتبہ حضرت کرمانوالہ افضال روڈ ساندہ کلاں لاہور
۱۴۔	معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ مقالات کاظمی (جلداوّل)	بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان
۱۵۔	تحفہ معراج وحقانیت اہلسنّت	افادات: مفتی الحاج ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی	مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
۱۶۔	معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	ظاہر شاہ میاں قادری	مکتبہ غوثیہ مدین سوات
۱۷۔	شب حسین برعرش بریں	مولانا خواجہ محبوب عالم شاہ سیدوی	
۱۸۔	مہمانِ عرش	حکیم مفتی حبیب احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ	اویسی بک سٹال لاہور
۱۹۔	تحفہ معراج	مولانا رجب علی نعیمی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۲۰۔	عرشیہ	علامہ فیض احمد اویسی	فیض رضا پبلی کیشنز آر۔۳۱۔ بلاک ۱۷،گلبرک،کراچی
۲۱۔	شرح حدائق بخشش	علامہ فیض احمد اویسی	مکتبہ وقار ملت نزد ککری گراؤنڈ کراچی
۲۲۔	شرح حدائق بخشش	الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری	مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور
۲۳۔	سخن رضا مطلب ہائے حدائق بخشش	مولانا صوفی محمد اوّل شاہ قادری رضوی سنبھلی	شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اُردو بازار لاہور۔
۲۴۔	شرح قصیدہ معراجیہ	محمد نعیم اللہ خاں قادری	زیر طبع

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ درج ذیل کتب کا مرأۃ التصانیف جلد اوّل میں ذکر ہے۔جن اصحاب کے پاس جو بھی دستیاب ہوں ہمیں بھیجیں' انشاء اللہ چھاپنے کا اہتمام کیا جائے گا۔

۱۔	معراج مبارک	ابوالحسنات سید محمد احمد قادری
۲۔	شب معراج	پیر امانت علی شاہ صاحب
۳۔	شاہسوار لامکاں	سائیں نذیر حسین الفریدی
۴۔	عروج المحبوب	مولانا عبدالعزیز چشتی
۵۔	القول السنی فی معراج النبی ﷺ	مولانا محمد عالم آسی امرتسری
۶۔	ذکر معراج صاحب تاج	مولانا عبدالخالق مجددی
۷۔	شب اسریٰ	منظور حسین قاسم الرضوی
۸۔	تحفہ احمدیہ در ثبوت معراج محمدیہ	مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی

نوٹ: ان کے علاوہ درجنوں منظوم معراج نامے بھی ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اُن کو اکٹھا چھاپنے کا اہتمام کیا جائے تا کہ مصنفین ومقررین اپنی تحریروں وتقریروں میں موقع محل کی مناسبت سے موضوں اشعار کو استعمال کرسکیں۔

فہرست کتب

عاشق مدینہ،پاسبان مسلک رضا،مجاہد ملت الحاج

مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی

امیر جماعت رضائے مصطفٰے پاکستان

١۔ تبصرہ رضوی بر ہفوات گکھڑوی مسمّٰی بہ: دیوبندی حقائق (جلد اوّل)
٢۔ دیوبندی حقائق (جلد دوم) معروف بہ دورنگی توحید
٣۔ نورانی حقائق (میلاد شریف کے موضوع پر تاریخی شاہکار)
٤۔ پروفیسر طاہر القادری علماء اہلسنّت کی نظر میں مسمّٰی بہ خطرہ کی گھنٹی
٥۔ تاریخی حقائق (اسلام دشمن قوتوں کی نقاب کشائی)
٦۔ تحقیق اہلحدیث (وہابیوں کے اعتراضات کے مسکت جوابات)
٧۔ علماء دیوبند کا دوغلہ کردار بالخصوص سپاہِ صحابہ کی نقاب کشائی
٨۔ مسلک اہلسنّت کا پیغام فرقہ گوہریہ کے نام معروف بہ خطرہ کا الارم
٩۔ رضوی تعاقب بجواب تحقیقی تعاقب مسمّٰی بہ خطرہ کا سائرن
١٠۔ الدعوۃ کو دعوت صدق وانصاف مسمّٰی بہ الدعوۃ کی نقاب کشائی
١١۔ محمد پناہ اور جنگ ستمبر ١٩٦٥ء
١٢۔ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ناجائز کیوں؟ اور جلوس اہلحدیث وجشن دیوبند کا جواز کیوں؟
١٣۔ روحانی حقائق
١٤۔ تحفہ معراج وحقانیت اہلسنّت
١٥۔ مختصر سوانح حیات محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ
١٦۔ سوانح شہید اہلسنّت (مولانا الحاج محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ)
١٧۔ کرنل معمرّ قذافی
١٨۔ مودودی حقائق
١٩۔ مسلک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مع جوابات اعتراضات وہابیہ

۲۰۔ مسلک شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ
۲۱۔ مسلک شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۲۔ غوث الاعظم اور گیارھویں شریف
۲۳۔ محبوبانِ خدا کی برزخی زندگی
۲۴۔ شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، نجدی عقائد اور عیسائی چیلنج
۲۵۔ مسئلہ ختم نبوت اور علماء اہلحدیث و دیوبند مسمّٰی بہ قادیان تھانہ بھون میں
۲۶۔ رسالہ نور
۲۷۔ مختصر حیات اعلیٰ حضرت مع تعارف کنز الایمان اور عقائد علماء نجد و دیوبند
۲۸۔ علماء دیوبند کی دورنگی توحید
۲۹۔ مکتوب مولانا ابوداؤد بنام مولانا ابوالبلال امیر دعوت اسلامی
۳۰۔ دو جماعتیں (تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کا اصل پس منظر)
۳۱۔ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ
۳۲۔ ترجمۂ اعلیٰ حضرت کے خلاف پروپیگنڈا کا محاسبہ اور غلط فہمیوں کا ازالہ مسمّٰی بہ پاسبان کنز الایمان

☆ حضرت خواجہ غلام حمید الدین سیالوی سجادہ نشین سیال شریف
☆ مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب
☆ مولانا الحاج عبدالستار خاں نیازی علیہ الرحمۃ

الحاج صاحبزادہ ابوالرضا محمد داؤد رضوی کی مرتبہ کتب

۱۔ حیاتِ عامر چیمہ شہید رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ تحفہ معراج و حقانیت اہلسنّت
۳۔ یادگار خلیل و ذبیح (قربانی کے فضائل و مسائل)
۴۔ جب زلزلہ آیا
۵۔ رحمت کی برسات (ماہ رمضان ذیشان کے فضائل و مسائل)

الحاج محمد حبیب الرحمٰن نیازی قادری رضوی کی مرتبہ کتب

۱۔ نماز نبوی
۲۔ عقائد اہلسنّت (قرآن و حدیث کی روشنی میں)
۳۔ آداب مرشد
۴۔ فیضان الحرمین (حج و عمرہ کے ضروری مسائل)
۵۔ رضوی مجموعہ نعت

ادارہ رضائے مصطفےٰ

کی

مطبوعہ چند دیگر کتب

۱۔	مسئلہ تصویر اور ویڈیو فلم	مولانا علامہ احمد حسین قاسم الحیدری
۲۔	محاکمہ کا محاسبہ	رئیس التحریر مولانا محمد حسن علی رضوی میلسی
۳۔	خطرہ کی لال جھنڈی	مولانا محمد کاشف اقبال شاہکوٹ
۴۔	نغمات رضا	مولانا الحاج محمد حفیظ نیازی صاحب
۵۔	اسلامی تعلیمات	میاں احمد سعید خان قادری رضوی صاحب
۶۔	بیس تراویح پر بیس احادیث اور منکرین پر بیس اعتراضات	محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۷۔	مشکل کشائی بفضل الٰہی	مناظر اسلام مولانا علامہ صوفی اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ فقیہ العصر مولانا حافظ محمد احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ
۸۔	الدررالسنیہ	شیخ الاسلام علامہ سید احمد زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ
۹۔	الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ مع سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔	انوار عقیدت (قصیدۂ نور پر بہترین تضمین	علامہ سید اختر الحامدی حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔	بہارِ عقیدت (سلامِ رضا پر بہترین تضمین	علامہ سید اختر الحامدی حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔	جشن میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی موضوع پر بلند پایہ علمی و تحقیقی شاہکار	محدث جلیل حضرت علامہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ شارح مشکوٰۃ شریف۔ مترجم: مولانا علامہ محمد گل احمد عتیقی صاحب
۱۳۔	مکالمہ کاظمی مودودی	
۱۴۔	مخالفین پاکستان کا کردار	میاں محمد صادق قصوری مصنف اکابر تحریک پاکستان
۱۵۔	نعرۂ رسالت پر اجماعِ اُمت	فقیہ العصر مولانا علامہ حافظ محمد احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ
۱۶۔	کتاب العقائد	حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ
۱۷۔	ندائے یارسول اللہ ﷺ	ازتبرکات: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ دربارِ رسالت میں ہندو شعراء کا نذرانہ

==========